Spot CMYK#Waheed

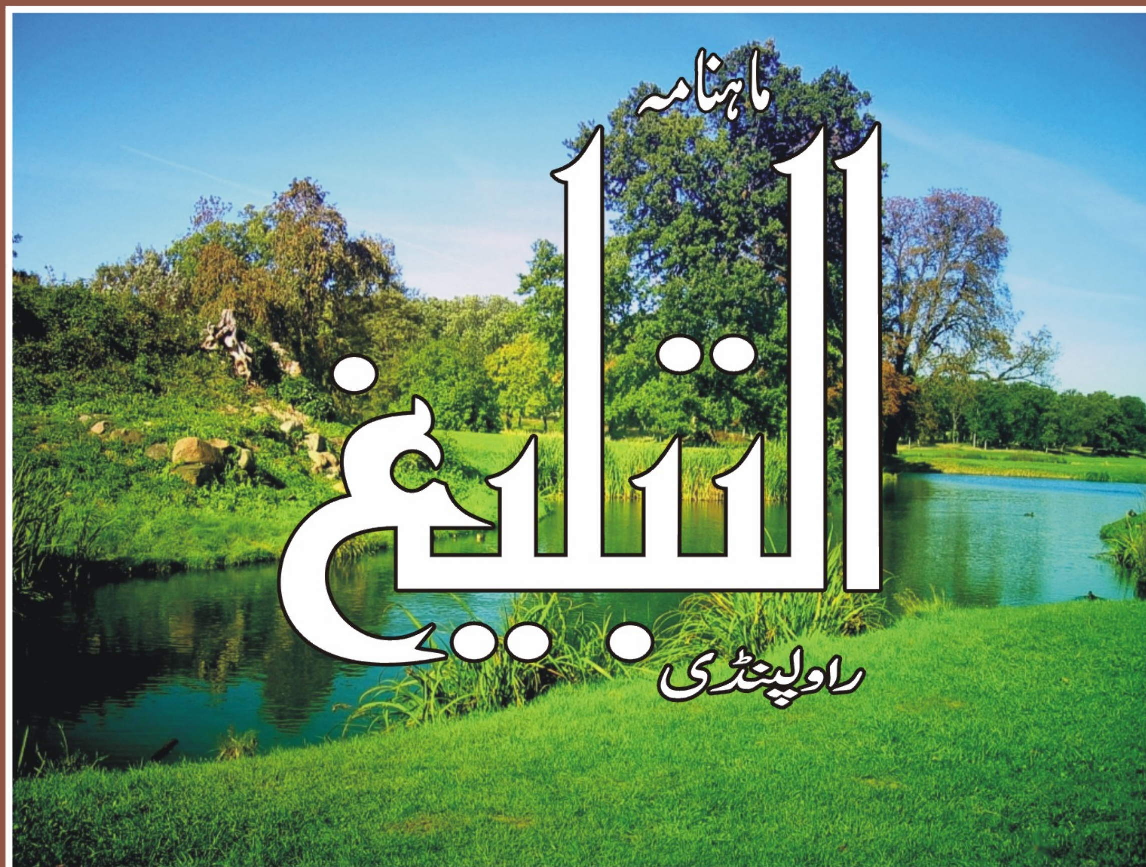

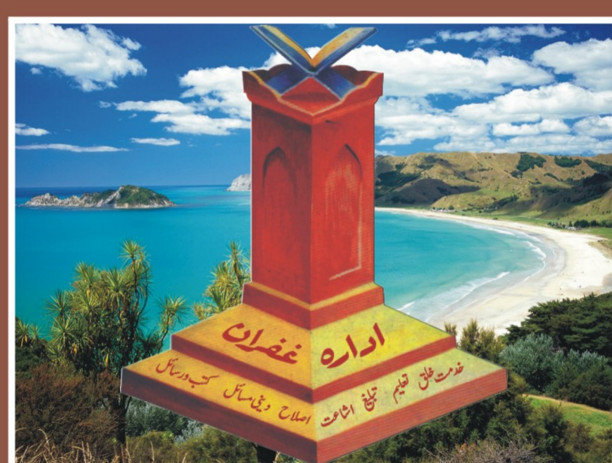

جلد 14 شمارہ 12

ستمبر 2017ء - ذوالحجہ 1438ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد امجد
غفار الحق

فی شمارہ............ 25 روپے
سالانہ............ 300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابرؔ
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ستمبر 2017ء - ذوالحجہ 1438ھ (جلد 14، شمارہ 12)

Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....میاں محمد نواز شریف صاحب کی نا اہلی کا عدالتی فیصلہ..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط155)..... بیوہ کی عدت اور مطلقہ کے لیے متاع کا حکم.........// // 6

درسِ حدیث ....لمبی عمر اور اچھے اعمال واخلاق والوں کی فضیلت............// // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط2)...........................مفتی محمد رضوان 18

مباحث روح وبدن (حصہ ہفتم)..مفتی محمد امجد حسین 22

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ ہے حرم ہے (قسط۵)..// // 27

ماہِ شعبان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود 30

علم کے مینار:...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، تکالیف اور آزمائشیں.....مولانا غلام بلال 32

تذکرۂ اولیاء:..............حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ازواج...............مفتی محمد ناصر 35

پیارے بچو!..................ذوالحجہ، حج اور عید..................مولانا محمد ریحان 38

بزمِ خواتین ....عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب (قسط2).......مفتی طلحہ مدثر 41

آپ کے دینی مسائل کا حل........شراءُ الأُضحية بنيةِ التضحية.....ادارہ 48

کیا آپ جانتے ہیں؟............ کھانے کے آداب (قسط1)............مفتی محمد رضوان 68

عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ کی کوہِ طور میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی......مولانا طارق محمود 70

طب وصحت..........................انگور (قسط1).........................حکیم مفتی محمد ناصر 72

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز................مفتی محمد امجد حسین 75

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 76

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر14 (1438ھ) کی اجمالی فہرست.........................مولانا طارق محمود 79

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

میاں محمد نواز شریف صاحب کی نااہلی کا عدالتی فیصلہ

28 جولائی بروز جمعہ، پاکستان کی عدالتِ عظمیٰ ''سپریم کورٹ'' کے پانچ رکنی بینچ نے پاکستان کے وزیرِاعظم جناب میاں محمد نواز شریف کو نااہل قرار دے کر ان کے اور ان کے بچوں اور داماد کے خلاف چھ ہفتوں میں احتساب عدالت میں ریفرنس دائر کرنے اور چھ ماہ میں فیصلہ کرنے اور سپریم کورٹ کے جج کو مقدمات کا نگران مقرر کرنے کا بھی حکم صادر کیا۔

جس کے بعد عدالت کے فیصلہ کو عملی طور پر قبول کرتے ہوئے وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف صاحب، وزارتِ عظمیٰ کے عہدے سے الگ ہوگئے۔

اس کے بعد میاں محمد نواز شریف کی حزبِ اقتدار جماعت کی طرف سے جناب شاہد خاقان عباسی صاحب کو نئے وزیرِاعظم کے عہدے کے لیے مقرر کیا گیا۔

یکم اگست کو جناب شاہد خاقان عباسی صاحب نے وزارتِ عظمیٰ کے لیے 221 ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی، ان کے مقابلہ میں پیپلز پارٹی کے امیدوار جناب نوید قمر صاحب نے 45 ووٹ حاصل کیے اور جناب عمران خان صاحب کی تحریکِ انصاف اور شیخ رشید احمد صاحب کی ''ون مین'' پارٹی عوامی مسلم لیگ کے مشترکہ امیدوار، شیخ رشید احمد صاحب نے 33 ووٹ حاصل کیے، اسی دن ایوانِ صدر میں صدرِ پاکستان جناب ممنون حسین صاحب نے جناب شاہد خاقان عباسی صاحب سے وزیرِاعظم کے عہدہ کا حلف لیا۔

اس کے بعد جناب شاہد خاقان عباسی صاحب کی نئی کابینہ بھی حلف اٹھا کر اپنے عہدہ کی ذمہ داریاں سنبھال چکی ہے۔

مورخہ 9 اگست بروز بدھ، سابق وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف، اسلام آباد سے براستہ مری روڈ، اور جی ٹی روڈ ہوتے ہوئے 12 اگست بروز ہفتہ کو لاہور پہنچے، راستہ میں جگہ جگہ عوام کے بڑے اجتماعات سے سابق وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف نے خطاب بھی کیا، اور نااہلی کے عدالتی فیصلہ کو آئینی وقانونی اعتبار سے

کمزور قرار دیا، جس پر میاں محمد نواز شریف صاحب کو عوام کے بڑے طبقہ کی طرف سے حمایت حاصل ہوئی۔

عدالتِ عظمیٰ کے اس فیصلہ کے محرکات کے متعدد پہلو مبہم ہیں، کچھ پہلوؤں کا ابہام وقت کے ساتھ ساتھ تو دور ہو رہا ہے، اور امید ہے کہ کچھ پہلو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جلد یا بدیر مزید واضح ہو جائیں۔

لیکن مستند و معتدل ماہرینِ قانون کی ایک بڑی جماعت کی رائے کے مطابق اس میں کوئی شک نہیں کہ عدالتِ عظمیٰ کی طرف سے میاں محمد نواز شریف صاحب کو جو نااہل قرار دیا گیا ہے، اب تک اس کی آئینی وجوہات زیادہ مضبوط دکھائی نہیں دیتیں، اگرچہ بعض ماہرین اس فیصلہ کو آئین و قانون کے مطابق قرار دے رہے ہیں۔

سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کو ایک ایسے وقت میں نااہل قرار دیا گیا ہے، جب ان کی آئینی مدت پوری ہونے میں ایک سال سے بھی کم کا وقت باقی تھا، اور ملک معاشی اعتبار سے تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا تھا، متعدد منصوبے تکمیل کے مراحل میں تھے۔

پاکستان کی یہ بدقسمتی ہے کہ یہاں قیامِ پاکستان سے لے کر تا حال کوئی بھی وزیر اعظم اپنی آئینی مدت پوری نہیں کر سکا، اور تقریباً ہر وزیر اعظم کو کسی نہ کسی وجہ سے آئینی مدت پوری کرنے سے پہلے ہٹا دیا گیا، اس کے برعکس ڈکٹیٹروں کو دس، دس سال سے بھی زائد حکمرانی کے مواقع میسر آتے رہے، جس کی بناء پر ملک میں جمہوری نظام مستحکم نہیں ہو سکا۔

ملکی حالات پر گہری نظر رکھنے والوں کا کہنا یہ ہے کہ پاکستان کی جمہوری حکومتوں کی اکھاڑ پچھاڑ میں غیر ملکی خفیہ طاقتوں کی سازش کارفرما رہی ہے، اسی کے ساتھ ملک کی کچھ اندرونی خفیہ طاقتیں بھی اس پر اثر انداز ہوتی رہی ہیں، جن کو دوسروں سے زیادہ اپنی حکمرانی یا پھر اپنی مرضی کی حکمرانی زیادہ عزیز رہی ہے۔

حقیقتِ حال سے تو اللہ تعالیٰ ہی پوری طرح باخبر ہے، اور ان سب خفیہ رازوں کو قیامت کے دن افشاء ہونا ہے، لیکن بہرحال ملک میں جمہوری و پارلیمانی نظام کی کمزوری ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں جہاں بیرونی اور اندرونی خفیہ طاقتوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے، اسی کے ساتھ پارلیمانی جماعتوں کی اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا بھی عمل دخل ہے، کیونکہ جمہوری طریقوں سے منتخب شدہ متعدد حکمرانوں کا کردار بھی کوئی زیادہ خوشگوار نہیں رہا، البتہ جب آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہو، اس وقت کسی فرد یا جماعت کا دوسروں سے کم

شر والا ہونا بھی غنیمت ہوتا ہے، یہ کہاوت تو بہت مشہور ہے کہ:

''اندھوں میں کانا راجا ہوا کرتا ہے''

اسی وجہ سے غیر منقسم ہندوستان کے دور اور تحریکِ آزادی کے زمانہ میں ایک بزرگ نے کہا تھا کہ میں مسلم لیگ کو قابلِ اصلاح سمجھتا ہوں، لیکن کانگریس کے مقابلہ میں اس کی حیثیت ایسی ہے، جیسا کہ اندھے کے مقابلہ میں کانے کی حیثیت۔

مگر آج ان تمام چیزوں کو نظر انداز کر کے ہمارے یہاں عوام کے بڑے طبقہ کی حالت یہ ہے کہ وہ گدھے گھوڑوں کو برابر حیثیت دیتے ہیں۔

ہم اس طرزِ عمل سے اتفاق نہیں رکھتے، اور ایسے حالات میں واقعی کانے کو اندھے پر ترجیح دینے کے اصول کو اختیار کرنا چاہیے۔

ہمارے خیال میں گزشتہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے مقابلہ میں کئی جہات سے موجودہ حکمران جماعت غنیمت شمار ہوتی ہے، جس میں سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی ذات بھی داخل ہے، باقی احتساب تو ہر ایک کا ہونا چاہیے، جس میں حزب اقتدار کے علاوہ حزبِ اختلاف اور دوسری سیاسی پارٹیوں بلکہ غیر سیاسی پارٹیوں کے افراد بھی بشمول بیوروکریٹس، فوجی اور ججز صاحبان بھی داخل ہیں۔

ان تمام افراد و طبقات کو نظر انداز کر کے کسی ایک جماعت یا خاندان کے احتساب کے در پے ہونا اور اوپر سے اس کے احتساب کے لیے امتیازی طریقے و اصول، وضع و اختیار کرنا محلِّ نظر اور مختلف شکوک و شبہات کا باعث ہے، اور مستقبل میں اس کے خاطر خواہ اچھے اثرات مرتب ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے۔

اللہ تعالیٰ اصلاح اور عمل و انصاف کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

(سورہ بقرہ: قسط نمبر155، آیت نمبر240 تا242) مفتی محمد رضوان

بیوہ کی عدت اور مطلقہ کے لیے متاع کا حکم

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ.

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ. كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۴۰ الیٰ ۲۴۲)

ترجمہ: اور جو لوگ وفات پا جائیں تم میں سے، اور چھوڑیں بیویوں کو، وصیت ہے ان کی بیویوں کے لیے سامان کی ایک سال تک، گھر سے باہر نکالے بغیر، پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں، جو وہ عورتیں اپنے حق میں قاعدہ کے مطابق کریں اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

اور مطلقہ عورتوں کے لیے سامان ہے قاعدہ کے مطابق، جو حق ہے متقیوں پر۔

اسی طریقہ سے بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات کو، تاکہ تم سمجھو (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

ابتدائے اسلام میں جب میراث کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، اس وقت کسی بھی عورت کے شوہر پر فوت ہونے سے پہلے یہ وصیت کرنا واجب تھا کہ اس کی بیوی ایک سال تک فوت ہونے والے کے چھوڑے ہوئے مال میں سے نفقہ اور رہائش کا فائدہ اٹھائے، اور چونکہ یہ حق عورت کا تھا، اس لیے اس کا اختیار اسی کو تھا، فوت ہونے والے کے دوسرے وارثوں کے لیے اس عورت کو اس گھر سے نکالنا یا اس کے مال سے فائدہ اٹھانے سے روکنا جائز نہ تھا۔

اس لیے فرمایا تھا کہ اگر بیوہ عورت خود سے فوت شدہ شوہر کے گھر یا مال سے فائدہ نہ اٹھائے، اور اپنے متعلق قاعدہ کے مطابق کوئی دوسرا فیصلہ کرے، تو اس پر گناہ نہیں۔

www.idaraghufran.org

اوراللہ زبردست حکمت والا ہے،لہٰذااس کے حکم کوتوڑکرکوئی اس کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا،البتہ وہ حکمت والا بھی ہے،اسی وجہ سے وہ کبھی اپنی پکڑکومؤخربھی کردیتا ہے۔

اس کے بعد جب میراث سے متعلق حکم نازل ہوگیا،اور بیوی اور دوسرے رشتہ داروں کے لیے میراث کے حصے مقررکردیئے گئے،توپھر بیوہ کے لیے رہائش اوراخراجات کی وصیت کاحکم منسوخ ہوگیااوراس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا کہ:

"إن اللـه قَـدُ أعطى كل ذى حقٍّ حقهُ، فلا وصيةَ لِوَارثٍ"(سنن ابی داوٗد، رقم الحديث ٢٨٧٠،باب فی الوصيةِ للوارث، عن ابی امامة) [1]

ترجمہ: بے شک اللہ نے ہرحق دارکواس کاحق عطاءفرمادیا،تواب وارث کے لیے وصیت نہیں ہے(ابوداؤد)

اورایک موقع پرنبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعلان فرمایا کہ:

"إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنُ الْمِيرَاثِ، فَلَا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٢٧١٢، عن عمرو بن خارجة) [2]

ترجمہ: بے شک اللہ نے ہروارث کواس کاحصہ تقسیم فرمادیا،تواب وارث کے لیے وصیت جائزنہیں (ابنِ ماجہ)

اسی طرح ابتدائے اسلام میں بیوہ عورت کی عدت ایک سال تھی،جیسا کہ مذکورہ آیت میں ذکرکیا گیا،جبکہ بیوہ حمل سے نہ ہو، بعد میں بیوہ عورت کی عدت چارمہینہ دس دن کردی گئی،جس کاذکرسورہ بقرہ کی آیت نمبر234میں درجِ ذیل الفاظ کےساتھ گزرچکا ہے:

وَالَّـذِيْـنَ يُتَـوَفَّـوْنَ مِـنْـكُـمْ وَيَـذَرُوْنَ اَزْوَاجـاً يَّتَـرَبَّـصْـنَ بِـاَنْـفُسِهِـنَّ اَرْبَـعَةَ اَشْهُرٍوَّعَشْرًا(سورة البقرة، رقم الآية ٢٣٤)

ترجمہ: اور جولوگ وفات پاجاتے ہیں تم میں سے،اور چھوڑجاتے ہیں وہ بیویاں،وہ (بیویاں)روکےرکھیں اپنے آپ کو(نکاح وغیرہ سے)چارمہینےاوردس دن تک(سورہ بقرہ)

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

[1] قال شعيب الارنؤوط:حديث صحيح، وهذا إسناد حسن(حاشية سنن ابی داوٗد)

[2] قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن فی الشواهد(حاشية سنن ابنِ ماجه)

www.idaraghufran.org

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : وَالَّـذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْـحَوْلِ غَيْـرَ إِخْـرَاجٍ)، فَـنُسِخَ ذٰلِكَ بِآيَةِ الْمِيْرَاثِ بِمَا فَرَضَ لَهُنَّ مِنَ الـرُّبُعِ وَالثُّمُنِ، وَنُسِخَ أَجَلُ الْحَوْلِ بِأَنْ جُعِلَ أَجَلُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۲۲۹۸، سنن النسائی، رقم الحديث ۳۵۴۳) [1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ کی اس آیت کہ:

"وَالَّـذِيْـنَ يُتَـوَفَّـوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ"

کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت دراصل (سورہ نساء کی) میراث کی اس آیت سے منسوخ ہوچکی ہے، جس میں اللہ نے بیویوں کے لئے (فوت شدہ شوہر کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں) چوتھا حصہ اور (فوت شدہ شوہر کی اولاد ہونے کی صورت میں) آٹھواں حصہ مقرر فرمادیا ہے، اورایک سال (عدت میں ٹھہرے رہنے) کی مدت کواس طرح منسوخ کردیا گیا کہ ان عورتوں کی عدت چار مہینے اور دس دن مقرر کردی گئی (بشرطیکہ وہ حاملہ نہ ہوں، ورنہ ان کی عدت بچہ کی ولادت پر پوری ہوگی) (ابوداؤد،نسائی)

حضرت ابنِ زبیر سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: لِعُثْـمَـانَ بْـنِ عَـفَّـانَ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا،قَالَ: قَدْ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الأُخْرَى، فَلِمَ تَكْتُبُهَا؟ أَوْ تَدَعُهَا؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي لا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ(بخاری، رقم الحديث ۴۵۳۰)

ترجمہ: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یہ آیت:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا،الخ

دوسری آیت سے منسوخ ہوگئی ہے، پھر آپ اسے مصحف (یعنی قرآن کے نسخہ) میں کیوں لکھ رہے ہیں، یا اس کو کیوں باقی رکھ رہے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بھتیجے! میں کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہرگز نہیں بدلوں گا (بخاری)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: اسناده حسن(حاشية سنن ابی داؤد)

www.idaraghufran.org

حضرت ابنِ زبیر کا خیال یہ تھا کہ جو آیت منسوخ ہوگئی، اس کو قرآن مجید میں باقی نہیں رکھنا چاہئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے واضح فرمادیا کہ جس آیت کا صرف حکم منسوخ ہوجائے، اور تلاوت منسوخ نہ ہو، اسے قرآن سے نکالنا جائز نہیں۔

اور آیت ''یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا ''جو پہلے گزر چکی ہے، یہ آیت اگرچہ تلاوت میں مقدم ہے، مگر نازل ہونے میں مذکورہ آیت سے موخر ہے، جیسا کہ آیت ''سیقول السفھاء'' تلاوت میں مقدم ہے اور آیت ''قدنری تقلب وجھک فی السماء ''نازل ہونے میں مقدم ہے اور تلاوت میں موخر ہے۔

خلاصہ یہ کہ ابتدائے اسلام میں بیوہ عورت کے لیے کوئی میراث نہ تھی صرف ایک سال کا نان نفقہ تھا، پھر میراث کی آیت نازل ہونے کے بعد نان ونفقہ اور رہائش کی وصیت کا حکم منسوخ ہوگیا، اور بیوہ عورت کی عدت ایک سال تھی، یہ حکم بھی منسوخ ہوگیا، جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی۔ [1]

سورہ بقرہ کی اگلی آیت میں جو مطلقہ عورتوں کے لیے قاعدہ کے مطابق سامان فراہم کرنے کا ذکر آیا ہے، جس کو متقیوں پر حق قرار دیا گیا ہے، اس کے بارے میں بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس میں ''متعہ'' کا بیان ہے، جو واجب اور مستحب دونوں قسم کے متعہ کو شامل ہے۔

---

[1] قوله: (لا أغير شيئا من مكانه) ، أي: لا أغير شيئا مما كتب من القرآن وكان عبد الله ظن أن ما نسخ لا يكتب وليس كما ظنه بل له فوائد الأولى: أن الله تعالى لو أراد نسخ لفظه لرفعه كما فعل فى آيات عديدة، ومن صدور الحافظين أيضا .الثانية: أن فى تلاوته ثوابا كما فى تلاوة غيره .الثالثة: إن كان تثقيلا ونسخ بتخفيف عرف بتذكره قدر اللطف، وإن كان تخفيفا ونسخ بتثقيل علم أن المراد انقياد النفس للأصعب لأن يظهر فيها عند ذلک التسليم والانقياد، وكان الحكم فى أول الإسلام إنه إذا مات الرجل لم يكن لامرأته شيء من الميراث إلا النفقة والسكنى سنة، فالآية أعنى قوله: (ويذرون أزواجا وصية) أوجبت أمرين: أحدهما: وجوب النفقة والسكنى من تركة الزوج سنة .والثانى: وجوب الاعتداد سنة لأن وجوب النفقة والسكنى من مال الميت يوجب المنع من التزويج بزوج آخر ثم نسخ هذا أن الحكمان إما وجوب العدة فى السنة فبقوله: } يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا {وقيل: نسخ ما زاد فيه، وأما وجوب النفقة والسكنى فمنسوخ بتقدير نصيبها من الميراث، وقيل: ليس فيها نسخ، وإنما هو نقصان من الحول وقال الزمخشرى: كيف نسخت الآية المتقدمة المتأخرة .قلت: قد تكون الآية متقدمة فى التلاوة وهى متأخرة فى التنزيل، كقوله عز وجل:} سيقول السفهاء {مع قوله: (قد نرى تقلب وجهک فى السماء) (عمدة القارى للعينى، ج١٨ ص ١٢١، ١٢٢، كتاب تفسير القرآن، (باب: والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا. الخ)

www.idaraghufran.org

اور بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ اس آیت میں مطلقہ عورتوں سے مراد وہی عورتیں ہیں، جن کو صحبت سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو، جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، یہاں پر تاکید کے طور پر دوبارہ یہ حکم بیان کیا گیا ہے۔

جبکہ بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ اس آیت میں متاع سے مراد عدت کا نان ونفقہ ہے، اور مطلب یہ ہے کہ مطلقہ عورتوں کے لیے عدت کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ قاعدہ کے مطابق واجب ہے۔ [1]

اس سے پہلے سورہ بقرہ کی آیت نمبر 236 کے ذیل میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ جمہور فقہائے کرام یعنی حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ''متعہ'' یعنی مخصوص سامان اس عورت کو دینا واجب ہے، جس عورت کو صحبت سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو، اور اس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو۔

اور جس عورت کو صحبت کے بعد طلاق دی جائے، اس کو متعہ دینا حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے، خواہ اس کا مہر مقرر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

البتہ جس عورت کو صحبت سے پہلے طلاق دے دی جائے، اور اس کا مہر بھی مقرر کیا گیا ہو، اس کو حنفیہ کے نزدیک متعہ دینا مستحب نہیں۔ [2]

---

[1] (وللمطلقات) سواء كن مدخولا بهن أولا (متاع) أى مطلق المتعة الشاملة للواجبة والمستحبة وأوجبها سعيد بن جبير وأبو العالية والزهرى للكل وقيل المراد بالمتاع نفقة العدة وقيل اللام للعهد والمراد غير المدخول بهن والتكرير للتأكيد (بالمعروف) شرعا وعادة (حقا على المتقين) أى مما ينبغى (كذلک) أى مثل ذلک البيان الواضح (يبين الله لكم آياته) الدالة على أحكامه التى شرعها لعباده (لعلكم تعقلون) لكى تفهموا ما فيها وتعلموا بموجبها (تفسير ابى السعود، ج ١، ص ٢٣٧، سورة البقرة، تحت رقم الآية ٢٤١)

[2] فذهب الحنفية والشافعية والحنابلة إلى أن المتعة تجب لمطلقة قبل الدخول إن لم يجب لها شطر مهر بأن كانت مفوضة ولم يفرض لها شىء لقول الله تعالى:(لا جناح عليكم إن طلقتم النساء ما لم تمسوهن أو تفرضوا لهن فريضة ومتعوهن على الموسع قدره وعلى المقتر قدره متاعا بالمعروف حقا على المحسنين) قال البهوتى: والأمر يقتضى الوجوب ولا يعارضه قوله: (حقا على المحسنين)لأن أداء الواجب من الإحسان، وقال الشربينى الخطيب: ولأن المفوضة لم يحصل لها شىء فتجب لها متعة للإيحاش أما إذا فرض لها فى التفويض شىء فلا متعة لها لأنه لم يستوف منفعة بضعها فيكفى شطر مهرها لما لحقها من الاستيحاش والابتذال.

وأضاف الحنفية إلى حالة وجوب المتعة حالتين أخريين:

إحداهما: تكون المتعة فيها مستحبة وهى المطلقة المدخول بها .سواء سمى لها مهر أو لم يسم.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والحالة الثانية: تكون المتعة فيها غير مستحبة وهى التى طلقها قبل الدخول وقد سمى لها مهرا.

وقال الشافعية: تجب المتعة للمطلقة ونحوها الموطوئة فى الأظهر الجديد سواء أفوض طلاقها إليها فطلقت أم علقه بفعلها ففعلت، لعموم قوله تعالى:(وللمطلقات متاع بالمعروف) ومقابل الأظهر وهو القديم لا متعة لها لاستحقاقها المهر وفيه غنية عن المتعة.

وقالوا: وكل فرقة لا بسببها بأن كانت من الزوج كردته ولعانه وإسلامه، أو من أجنبى كإرضاع أم الزوج أو بنت زوجته ووطء أبيه أو ابنه لها بشبهة، حكمها كالطلاق فى إيجاب المتعة وعدمه أى إذا لم يسقط بها الشطر، أما إذا كانت الفرقة منها أو بسببها كردتها وإسلامها ولو تبعا أو فسخه بعيبها فلا متعة لها، سواء أكانت قبل الدخول أم بعده لأن المهر يسقط بذلك ووجوبه آكد من وجوب المتعة بدليل أنهما لو ارتدا معا لا متعة ويجب الشطر.

وقال الحنابلة: تستحب المتعة لكل مطلقة غير المفوضة التى لم يفرض لها لقوله تعالى: (وللمطلقات متاع بالمعروف)

وقال المالكية: تندب المتعة لكل مطلقة طلاقا بائنا فى نكاح لازم، إلا المختلعة والمفروض لها صداق وطلقت قبل البناء ومختارة لعيب الزوج ومخيرة ومملكة فى الطلاق وطلقت نفسها، لقوله تعالى:(حقا على المحسنين)وقوله(حقا على المتقين)لأن الله تعالى جعل المتعة حقا على المتقين والمحسنين لا على غيرهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٦ص٩٥، ٩٦، مادة "متعة")

حافظ احسن: 0322-4410682
TOYOTA
GENUINE PARTS
HONDA
GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500 5530555
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اضافہ واصلاح شدہ چھٹا ایڈیشن

ذُوالحجہ اور قربانی
کے
فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے بارہویں مہینے یعنی "ماہِ ذی الحجہ" سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات کو مفصّل ومدلّل اور سہل انداز میں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور معتبر کتبِ فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں، اسی کے ساتھ موجودہ دور میں ان چیزوں سے متعلق پائے جانے والے منکرات وبدعات کو بھی معتدل طریقہ پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس طرح یہ رسالہ بحمداللہ تعالیٰ فضائل ومسائل، دلائل ورذائل کا مجموعہ بن گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی

مصنف
مفتی محمد رضوان

حُسنِ معاشرت
اور
آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اور طرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین ودین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب واحکام اور زندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اور آدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتَّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رِشتہ داروں
سے متعلق
فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

لمبی عمر اور اچھے اعمال واخلاق والوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَلا أُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِکُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ یَا رَسُولَ اللہِ قَالَ: خِیَارُکُمْ أَطْوَلُکُمْ أَعْمَارًا، وَأَحْسَنُکُمْ أَعْمَالًا (مسند احمد، رقم الحدیث،رقم الحدیث ۷۲۱۲، باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو تمہارے سب سے بہترین لوگوں کے بارے میں نہ بتلادوں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول جی ہاں (ضرور بتلایئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو تم میں لمبی عمروں والے اور اچھے اعمال والے ہوں (مسند احمد)

مذکورہ روایت کے آخر میں تو اچھے اعمال والوں کا ذکر ہے، جبکہ بعض روایات میں اچھے اعمال والوں کے بجائے اچھے اخلاق والوں کا ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں درجِ ذیل الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ ؟قَالُوْا: بَلٰی، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: خِیَارُکُمْ أَطْوَلُکُمْ أَعْمَارًا، وَأَحْسَنُکُمْ أَخْلَاقًا(مسند احمد، رقم الحدیث ۹۲۳۵، باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتادوں کہ تم میں سب سے بہترین لوگ کون ہیں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول جی ہاں (ضرور بتلایئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہترین لوگ وہ ہیں جو تم میں لمبی عمروں والے اور اچھے اخلاق والے ہوں (مسند احمد)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سب سے اچھے لوگ وہ ہیں، جن کی عمر لمبی ہو، اوران کے اخلاق اچھے ہوں۔

جبکہ اس سے پہلی روایت سے معلوم ہو چکا کہ سب سے اچھے لوگ وہ ہیں، جن کی عمر لمبی ہواوران کے اعمال اچھے ہوں۔

دونوں قسم کی روایات میں درحقیقت کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ اصل اعتبار تو اچھے اعمال کا ہوتا ہے، اوراخلاق بھی اچھے اعمال میں داخل ہیں، لیکن اخلاق کا درجہ اعمال میں بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس لیے بعض روایات میں اخلاق کی اہمیت کے پیشِ نظران کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کردیا گیا ہے۔

(کذا فی: التنویر شرح الجامع الصغیر للصنعانی، رقم الحدیث ۳۹۷۶، ۳۹۷۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اسی طرح کی روایات مروی ہیں۔

مذکورہ احادیث میں تو بہترین یا سب سے اچھے لوگوں کا ذکر ہے، جبکہ بعض احادیث میں سب سے اچھے لوگوں کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ لوگوں میں بدترین وہ ہے، جس کی عمر لمبی ہو، اوراس کا عمل براہو۔

چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ، قَالَ :مَنْ طَالَ عُمُرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ، قَالَ :فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ :مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۳۳۰، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۴۱۵، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۴۴۹)

ترجمہ: ایک آدمی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے بہترین کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ جس کی عمر لمبی ہو، اوراس کا عمل اچھا ہو، اس آدمی نے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے بدترین کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی عمر لمبی ہو، اوراس کا عمل براہو (ترمذی، مسند احمد)

اس حدیث سے دونوں باتیں معلوم ہوگئیں۔

ایک یہ کہ مسلمانوں میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں، جن کی عمر لمبی ہونے کے ساتھ ساتھ اعمال خاص کر اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مسلمانوں میں بدترین لوگ وہ ہیں، جن کی عمر تو لمبی ہو، لیکن عمل براہو۔

افسوس کہ آج کل دنیا میں صرف لمبی عمر ہونے کو تو اچھا سمجھا جاتا ہے، لیکن اعمال واخلاق کے اچھا ہونے کو

کوئی خاطر خواہ اہمیت نہیں دی جاتی۔

مذکورہ احادیث وروایات کے مضمون کی تائید ان احادیث وروایات سے بھی ہوتی ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ عمر پاکر زیادہ نیک عمل کر کے بعد میں فوت ہونے والا شخص، جنت میں اپنے سے افضل یا شہید سے بھی پہلے داخل ہوجاتا ہے۔

حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ سَعْدًا، وَنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ: كَانَ رَجُلَانِ أَخَوَانِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَفْضَلَ مِنَ الْآخَرِ، فَتُوُفِّيَ الَّذِي هُوَ أَفْضَلُهُمَا، ثُمَّ عُمِّرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ تُوُفِّيَ، فَذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْأَوَّلِ عَلَى الْآخَرِ، فَقَالَ: " أَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي؟ "فَقَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ فَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ .فَقَالَ: " مَا يُدْرِيكُمْ مَاذَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ؟ "ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: " إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهَرٍ جَارٍ بِبَابِ رَجُلٍ، غَمْرٍ عَذْبٍ يَقْتَحِمُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَاذَا تُرَوْنَ يُبْقِي ذَلِكَ مِنْ دَرَنِهِ؟ "(مسند احمد،رقم الحديث ۱۵۳۴، باسناد قوی)

ترجمہ: میں نے حضرت سعد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمی آپس میں بھائی تھے، اوران میں سے ایک دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ فضیلت والا (یعنی زیادہ نیک) تھا، پھر یہ زیادہ فضیلت رکھنے والا شخص فوت ہوگیا، اس کے بعد دوسرا شخص چالیس رات زندہ رہا، پھر وہ بھی فوت ہوگیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہلے فوت ہونے والے کی دوسرے پر فضیلت کا ذکر کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ (بعد میں فوت ہونے والا شخص) نماز نہیں پڑھتا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! پڑھتا تو تھا، مگر اس سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا خبر کہ اس (بعد میں فوت ہونے والے شخص) کی نماز نے اسے کس مقام پر پہنچادیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی مثال نہر کی طرح ہے، جو کسی آدمی کے دروازے کے قریب سے جاری ہو،

جس کا پانی میٹھا اور شیریں ہو، جس میں وہ شخص روزانہ پانچ مرتبہ غوطہ لگاتا ہو، تمہارا کیا خیال ہے، کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل کچیل باقی رہے گا؟ (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص زیادہ نیک عمل کرنے والے سے صرف چالیس رات زیادہ زندہ رہا، اور وہ ان اضافی دنوں میں نمازیں پڑھتا رہا، تو اس کے چالیس دنوں کے اعمال خاص کر نمازوں نے اس کے مقام کو بہت بلند کر دیا ہے، کیونکہ نماز اور اس کے لیے وضو کرنے والا ایسا ہے، جیسا کہ ہر وضو اور نماز کے وقت اس کے گناہوں کا میل کچیل صاف شفاف پانی سے دُھل جاتا ہو۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَزَلَ رَجُلانِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً، ثُمَّ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَأُرِيَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: أَنَّ الَّذِي مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْآخَرِ بِحِينٍ، فَذَكَرَ ذَلِكَ طَلْحَةُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَمْ مَكَثَ بَعْدَهُ؟" قَالَ: حَوْلًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَلَّى أَلْفًا وَثَمَانِ مِائَةِ صَلَاةٍ، وَصَامَ رَمَضَانَ"

(مسند احمد، رقم الحديث ١٣٨٩، باسناد حسن)

ترجمہ: ایک مرتبہ یمن کے دو آدمی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے یہاں مہمان بنے، ان میں سے ایک صاحب تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے، اور دوسرے صاحب ان کے بعد ایک سال مزید زندہ رہے اور ان کی موت بستر پر واقع ہوئی (یعنی وہ میدانِ جہاد میں شہید نہیں ہوئے) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اپنے بستر پر مرنے والا شخص اپنے دوسرے ساتھی سے کافی عرصہ پہلے جنت میں داخل ہو گیا ہے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معلوم کیا کہ یہ دوسرا آدمی اپنے پہلے ساتھی کے بعد کتنا عرصہ تک زمین پر زندہ رہا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک سال بعد تک زندہ رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے ایک ہزار آٹھ سو نمازیں پڑھیں اور رمضان کے

روزے الگ رکھے (مسند احمد)

مطلب یہ تھا کہ جو شخص شہید تو نہیں ہوا، لیکن شہید کے بعد ایک سال تک زندہ رہ کر اس نے سال بھر فرض اور نفل وسنت روزے رکھے، اور ایک سال تک وہ نمازیں بھی پڑھتا رہا، روزمرہ پانچ نمازوں کے حساب سے ایک سال کی نمازوں کی تعداد اٹھارہ سو (یعنی ایک ہزار آٹھ سو) کے قریب بنتی ہے۔

اور دن رات کی پانچ نمازوں کی صرف فرض رکعات کی تعداد سترہ بنتی ہے، اور قمری سال کے دنوں کی تعداد تقریباً ساڑھے تین سو بنتی ہے۔

اگر سال بھر کی صرف فرض رکعتوں کی تعداد کو جمع کیا جائے، تو ان کی تعداد کسر حذف کر کے چھ ہزار بنتی ہے، اس لیے مسند احمد کی ایک روایت میں سال بھر کی چھ ہزار رکعتوں کا ذکر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے شخص کے لیے ایک سال کے روزوں اور نمازوں کے زیادہ ہونے کی وجہ بیان فرمائی۔

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ زیادہ عمر تک زندہ رہ کر عبادت کرنے والے کا ثواب کم عمر میں شہادت کا درجہ پانے والے سے زیادہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ زیادہ عمر والا اپنے بستر پر ہی فوت کیوں نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ سب سے بہترین لوگ وہ شمار ہوتے ہیں، جو لمبی عمر پائیں، اور زیادہ اچھے اعمال واخلاق والے ہوں، اور ان کے مقابلہ میں بدترین لوگ وہ شمار ہوتے ہیں، جو لمبی عمر پائیں، اور ان کے اعمال واخلاق برے ہوں۔ اس لیے زندگی کے ساتھ ساتھ اچھے اعمال اور خاص طور پر اچھے اخلاق کی قدر کرنی چاہیے۔

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط 2)

''موجباتِ وضو'' کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ''مصفّٰی'' میں فرماتے ہیں:

وبالجملہ چنان متبادر می شود کہ ارجح مذاہب در موجباتِ وضو مذہبِ حسن بصری است وضو از ما خرج من السبیلین واز نوم می شکند، واز لمسِ مرأۃ ومسِ ذکر وقیٔ ورعاف نمی شکند (المصفّٰی، ج۱ ص۳۷، باب الوضوء من الرعاف والحجامۃ، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: اور بہرحال اس سے بظاہر جو معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ تمام مذاہب میں زیادہ راجح موجباتِ وضو کے سلسلہ میں حسن بصری کا مذہب ہے کہ وضو ''ماخرج من السبیلین'' اور نیند سے ٹوٹتا ہے، اور عورت کو چھونے اور مسِ ذکر اور اسی طرح قے اور نکسیر (یعنی خون نکلنے) سے نہیں ٹوٹتا (مصفّٰی)

فائدہ: اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ خون نکلنے اور قے ہونے سے، اور اسی طرح مسِ ذکر وامرأۃ سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

حنفیہ کے نزدیک اگر بدن کے کسی ظاہری حصہ سے نکلنے والا خون یا زخم کا مواد اتنی مقدار میں ہو کہ وہ اپنی نکلنے والی جگہ سے نکل کر بہہ پڑے، جیسا کہ دانتوں اور ہونٹوں سے یا جسم کے عام اعضاء سے اتنی مقدار میں نکلنے والا خون کہ جس میں بہنے کی صلاحیت ہو، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اور مالکیہ وشافعیہ کے نزدیک پیشاب، پاخانہ کے راستہ کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصہ سے نکلنے والے خون یا کسی اور چیز مثلاً زخم سے خارج ہونے والے مواد سے وضو نہیں ٹوٹتا، خواہ وہ کتنی مقدار میں کیوں نہ ہو، اور کتنی ہی مرتبہ کیوں نہ نکلے۔

اور حنابلہ کے نزدیک اگر وہ خون یا مواد بہت زیادہ مقدار میں ہو، تو وضو ٹوٹتا ہے، ورنہ وضو نہیں ٹوٹتا۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج۲۲ ص۲۶۲ الیٰ ۲۶۴، مادۃ '' رعاف ''، و ج۲۶ ص۳۴۴، مادۃ '' صدید '' و ج۱۷، ص۱۵، مادۃ ''حجامۃ'' و ج۳۲، ص۱۴۷، مادۃ ''فصد'')

www.idaraghufran.org

خون نکلنے سے وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کی طرح قے ہونے سے بھی وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کے بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

چنانچہ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک قے ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، خواہ قے کتنی ہی زیادہ مقدار میں ہو۔

اور حنفیہ کے نزدیک اگر قے کم مقدار میں ہو، تو وضو نہیں ٹوٹتا، اور اگر زیادہ مقدار میں ہو، تو وضوٹوٹ جاتا ہے، اور حنفیہ کے نزدیک زیادہ مقدار میں ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ منہ بھر ہو۔

اور حنابلہ کے نزدیک اگر قے کم مقدار میں ہو، تو وضو نہیں ٹوٹتا، اور زیادہ مقدار میں ہو، تو وضوٹوٹ جاتا ہے، اور ان کے نزدیک زیادہ اور کم ہونے کا دارومدار مبتلیٰ بہ (یعنی جس کو قے ہوئی، اس) کی رائے پر ہے کہ جس کو وہ زیادہ مقدار سمجھے، وہ زیادہ مقدار ہے، اور جس کو وہ کم مقدار سمجھے، وہ کم مقدار ہے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴، ص ۸۸، مادة "قيء")

جہاں تک مسِ ذَکرو فرج سے وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا تعلق ہے، تو حنفیہ کے نزدیک مسِ ذَکرو فرج سے وضو نہیں ٹوٹتا، اسی طرح مرد و عورت کے ایک دوسرے کو چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا، اگرچہ کوئی بغیر حائل کے کیوں نہ چھوئے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۶ ص۲۳۸، ۲۳۹، مادة "حائل"، الفقه الاسلامی وادلتۂ للزحیلی، ج۱ ص ۴۳۱، الباب الاول، الفصل الرابع، المبحث الاول، المطلب السابع)

جبکہ حنفیہ کے علاوہ دیگر عام فقہائے کرام کے نزدیک مسِ ذَکر سے وضوٹوٹ جاتا ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک مسِ فرج اور مسِ دُبر سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے، جبکہ بغیر حائل کے چھوا جائے۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۷ص ۲۸۵، مادة "مس" الفقه الاسلامی وادلتۂ للزحیلی، ج۱ ص ۴۳۲، ۴۳۳، الباب الاول، الفصل الرابع، المبحث الاول، المطلب السابع)

اور حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک مرد اور عورت کو ایک دوسرے کو چھونے سے بھی وضوٹوٹ جاتا ہے، البتہ بعض حضرات شہوت کے ساتھ چھونے کی صورت میں ہی وضوٹوٹنے کے قائل ہیں۔

(ملاحظہ ہو: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶ ص ۲۰۶، ۲۰۷، مادة "شلل" و ج۱۶ ص۲۳۸، ۲۳۹، مادة "حائل")

اور حنفیہ کے نزدیک جب کوئی عاقل، بالغ، رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسے، تو اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے، مگر دیگر فقہائے کرام کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ [1]

---

[1] القهقهة فی الصلاة: تنقض الوضوء عند الحنفية دون غيرهم، إذا كان المصلی بالغا، عمدا أو سهوا، زجرا وعقوبة للمصلی، لمنافاتها مناجاة الله تعالى، فلا تبطل صلاة الصبی، لأنه ليس من أهل الزجر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جس موقف کو راجح قرار دیا، وہ یہ ہے کہ وضو صرف "ماخرج من السبیلین" اور نیند سے ٹوٹتا ہے، اور عورت کو چھونے اور مسِ ذکر اور اسی طرح قے اور نکسیر (یعنی خون نکلنے) اور قہقہہ سے نہیں ٹوٹتا۔

رہا یہ شبہ کہ مذکورہ موقف پر تو تلفیق لازم آتی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجتہد خواہ جزوی درجے کا ہو، جب وہ اپنے اجتہاد سے کسی پہلو کو اختیار کرے یا ترجیح دے، تو اس میں تلفیق ایک ضمنی درجہ کی کہلاتی ہے، جس میں حرج نہیں، بلکہ خود تلفیق کے جواز وعدمِ جواز کے بارے میں بھی فقہائے کرام کا اختلاف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾والقهقهة: ما يكون مسموعا لجيرانه .أما الضحك: فهو ما يسمعه هو دون جيرانه، والأول يبطل الصلاة والوضوء، والثاني يبطل الصلاة فقط .أما التبسم: وهو ما لا صوت فيه، ولو بدت به الأسنان، فلا يبطل شيئا.ودليلهم: حديث: ألا من ضحك منكم قهقهة فليعد الصلاة والوضوء جميعا .

ولا ينتقض الوضوء عند الجمهور (غير الحنفية) بالقهقهة؛ لأنها لا توجب الوضوء خارج الصلاة، فلا توجبه داخلها كالعطاس والسعال .وردوا الحديث السابق لكونه مرسلا، ولمخالفته للأصول: وهو أن يكون شيء ينقض الطهارة في الصلاة، ولا ينقضها في غير الصلاة .

وأرجح رأي الجمهور لعدم ثبوت حديث الحنفية(الفقه الاسلامی وادلتہٗ للزحیلی، ج ا ص ۴۳۳، ۴۳۴، الباب الاول، الفصل الرابع، المبحث الاول ، المطلب السابع)

اختلف الأصوليون في خبر الواحد فيما تعم فيه البلوى، هل يوجب العمل أم لا؟ فذهب عامة الأصوليين إلى أنه يقبل خبر الواحد إذا صح سنده، ولو كان مخالفا لما تعم به البلوى، وهذا ما ذهب إليه الأكثر من الشافعية والمالكية، واستدلوا بعمل الصحابة رضي الله عنهم، فإنهم عملوا به فيما تعم به البلوى، مثل رجوعهم إلى خبر عائشة رضي الله عنها في وجوب الغسل بالتقاء الختانين وبأن خبر الواحد العدل في هذا الباب ظني الصدق، فيجب قبوله، كما إذا لم تعم به البلوى، ألا ترى أن القياس يقبل فيه مع أنه أضعف من الخبر .فإذا قبل فيما تعم به البلوى .ما هو دون الخبر – أي القياس – فلأن يقبل فيه الخبر أولى.

وقال الحنفية: إن خبر الواحد فيما يتكرر وقوعه وتعم به البلوى، كخبر ابن مسعود رضي الله عنه في مس الذكر أنه ينقض الوضوء، لا يثبت الوجوب دون اشتهار أو تلقي الأمة بالقبول .لأن ما تعم به البلوى يكثر السؤال عنه من حيث احتياج الناس إليه، فتقضي العادة بنقله متواترا، لتوفر الدواعي على نقله، فلا يعمل بالآحاد فيه، قال في كشف الأسرار: إن العادة تقتضي استفاضة نقل ما تعم به البلوى، وذلك لأن ما تعم به البلوى، كمس الذكر لو كان مما تنتقض به الطهارة لأشاعه النبي صلى الله عليه وسلم ولم يقتصر على مخاطبة الآحاد، بل يلقيه إلى عدد يحصل به التواتر أو الشهرة مبالغة في إشاعته؛ لئلا يفضي إلى بطلان صلاة كثير من الأمة من غير شعور به .ولهذا تواتر نقل القرآن واشتهرت أخبار البيع والنكاح والطلاق وغيرها، ولما لم يشتهر علمنا أنه سهو أو منسوخ ، ومن أحاديث الآحاد التي لم يأخذ بها الحنفية لمخالفة عموم البلوى حديث الجهر بالتسمية في الصلاة الجهرية فإنه قد ثبت عمل الخلفاء الراشدين خلاف ذلك مدة عمرهم، والصحابة كلهم كانوا يصلون خلفهم، ومن البين أن شأنهم أجل من أن يتركوا السنة مدة عمرهم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۱ ص ۸، ۹، مادة "عموم البلوى")

www.idaraghufran.org

ہے، اس مسئلہ کی تفصیل ہم نے الگ مقام پر ذکر کردی ہے۔

’’کلماتِ اذان واقامت‘‘ کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ’’مصفّٰی‘‘ میں فرماتے ہیں:

وتحقیق نزدیک بندہ آنست کہ اختلاف دراحرُفِ اذان مثلِ اختلاف دراحرُفِ قرآن است، کلہا شاف کاف (المصفّٰی، ج۱ص۸۴، باب صفۃ الاذان والاقامۃ، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: بندہ کے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے حروف میں (دو دو اور ایک ایک مرتبہ کے عدد کا) اختلاف، قرآن کے حروف کے اختلاف کی طرح ہے، دونوں طریقے درست اور کافی ہیں (مصفّٰی)

حنفیہ کے نزدیک اذان اور اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ ہیں، البتہ مالکیہ کے نزدیک اقامت میں ’’قد قامت الصلاۃ‘‘ صرف ایک مرتبہ ہے، اور باقی کلمات دو دو مرتبہ ہیں۔

اور شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک اذان کے کلمات دو دو مرتبہ، اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ ہیں، البتہ ’’قد قامت الصلاۃ‘‘ دو مرتبہ ہے۔ [1]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نزدیک ان طریقوں میں جائز وناجائز ہونے کا اختلاف نہیں، بلکہ ان میں سے تمام طریقے جائز ہیں۔ (جاری ہے............)

---

[1] المذاهب الثلاثة تختلف عن الحنفية بإفراد أكثر ألفاظ الإقامة كما تقدم ....أما الحنفية فيجعلون الإقامة مثل الأذان بزيادة "قد قامت الصلاة "مرتين بعد "حي على الفلاح.......وأما المالكية فيختلفون عن غيرهم في تثنية "قد قامت الصلاة "، فالمشهور عندهم أنها تقال مرة واحدة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٦، ص ٧ و ٨، مادة ’’اقامة‘‘)

واختلف العلماء في صفة الإقامة على آراء ثلاثة : فقال الحنفية :الإقامة مثنى مثنى مع تربيع التكبير مثل الأذان، إلا أنه يزيد فيها بعد الفلاح :(قد قامت الصلاة مرتين) فتكون كلماتها عندهم سبع عشرة كلمة ....وقال المالكية :الإقامة عشر كلمات، تقول :قد قامت الصلاة مرة واحدة، لما روى أنس قال :أمر بلال أن يشفع الأذان، ويوتر الإقامة .

وقال الشافعية والحنابلة :الإقامة فرادى، إحدى عشرة كلمة، إلا لفظ الإقامة :قد قامت الصلاة فإنها تكرر مرتين، لما روى عبد الله بن عمر أنه قال :إنما كان الأذان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم مرتين مرتين، والإقامة مرة مرة، غير أنه يقول :قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة ويظهر لي أن هذا أصح الآراء ،أو أن الأمر على التخيير بين هذا الرأي ورأي الحنفية (الفقه الاسلامي و ادلته للزحيلي، ج ١، ص ٦١٧ الى ٦١٨، القسم الاول، الباب الثاني، الفصل الثالث، ثانيا ـ الإقامة :صفة الإقامة أو كيفيتها)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (ضمیمہ: جنت کے قرآنی مناظر:60) مفتی محمد امجد حسین

مباحث روح وبدن (حصہ ہفتم)

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ!

پیچھے ایک مغربی فاضل فلاسفر (Sir James Jeans, وفات 1946ء) کے حوالے سے میں نے ذکر کیا تھا کہ یہ کائنات اصلاً توانائی سے عبارت ہے، طول، عرض، عمق پر مشتمل مادی تشکیلات تو محض اس کی ظاہری ترکیب وصورت گری ہے، خواہ چھوٹے مادی وجود ہوں یا بڑے، میرے بعض احباب کو واقعہ کی یہ صورتحال بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

اینکہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب

لیکن میں خواب تو نہیں بیچتا۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم چوں غلامِ آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

میں یہ بات ذرا نقطۂ آغاز سے بتاتا ہوں، ''Zero Point'' سے چلتا ہوں، لیکن زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا، تاکہ اپنے اس خاص مضمون کے دائرے سے دور نہ نکل جاؤں۔

ایٹم کا نظریہ

ایٹم کا جو نظریہ قدیم وجدید، مشرقی ومغربی فلسفہ میں بیان کیا جاتا ہے، یہ یونانی فلسفی ''دیمی کری توس'' (Democritus) (زمانہ 450 قبل مسیح تا 370 ق م) کی طرف منسوب ہے، جس کو عربی فلسفیانہ لٹریچر میں ''دیمقراطیس'' کہا جاتا ہے، دیمقراطیس کے نقطۂ نظر سے فطرت ایٹموں کی لامحدود اور متنوع تعداد پر مشتمل ہے، ان میں سے بعض مدوّر، مسطح، بعض کھردرے، نوکیلے وغیرہ ہوتے ہیں، یہ آپس میں یکجا ہوکر مختلف اجسام کی تشکیل کرتے ہیں، اجسام ایٹموں سے بنتی پھر فنا ہوتی رہتی ہیں، اجسام فنا ہوکر اس کے ایٹم فنا نہیں ہوتے، وہ دوبارہ ایٹم کی حالت میں آکر نئے اجسام کا جزء بنتے ہیں، اور یہ تخلیق کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے، دیمقراطیس ایسی اَن دیکھی قوت یا روح کو نہیں مانتا تھا، جو فطرت کی اس مادی یا ایٹمی

Idara Ghufran

عمل کاری پر اثر انداز ہو سکے، اس کے خیال میں جو واحد چیز موجود ہے، وہ ایٹم یا خلا ہے۔ [1]

اسی کو وہ موجودات کا مادہ کہتا ہے، اس طرح مادیت یا مادیت پرستی (Matercalism) کا نظریہ چلا، جس نے بعد کے زمانوں میں بہت برگ و بار نکالے، اسلام کی آمد کے بعد دوسری صدی ہجری میں جب مسلمانوں نے یونانی منطق و فلسفہ، ریاضی و ہندسہ اور دیگر طبیعاتی علوم کی طرف توجہ کی، اور ان کے عربی میں تراجم کیے، خود مسلم فلاسفروں نے اپنی آراء و تجزیات بھی ان طبیعاتی علوم کے ہر باب میں پیش کیے، تو ایٹم کے متعلق یونانی فلسفہ کی روشنی میں طول طویل بحثیں انہوں نے کیں، عربی فلسفہ میں ذرہ اور جزء کے نام سے اسکو زیر بحث لایا گیا ہے، چنانچہ "جزء یتجزی" [2]

اور "جزء لایتجزی" کی بحث اسی مسئلہ کے گرد گھومتی ہے کہ ایٹم قابلِ تقسیم ہے یا ناقابلِ تقسیم ہے، دونوں طرح کے نظریات مسلم فلاسفروں اور متکلمین کے ہاں ملتے ہیں، متکلمینِ اسلام جب یونانی، فلسفہ، مسیحی، مجوسی اور عجمی الٰہیات و طبیعات پر مشتمل افکار و نظریات کے مقابلہ میں اسلامی نظریات و تعلیمات کے دفاع کے لیے میدان میں اترے، تو جزء یتجزی اور لایتجزی کے فلسفیانہ مباحث میں ان کو بھی حصہ لینا پڑا، اور اس پر نقد و نظر کرنا پڑا، جس کی تفصیلات فلسفہ و کلام کے عربی لٹریچر میں ملتی ہیں۔

کوانٹم تھیوری

انیسویں صدی کے بالکل آخری مہینوں میں کوانٹم تھیوری ایک جرمن سائنٹسٹ نے پیش کی [2]

---

[1] لفظ ایٹم (Atom) یونانی لفظ "Atomos" سے مشتق ہے، اور اس کے معنیٰ "(A nottemnein to cut) یعنی "ناقابلِ تقطیع" یا "ناقابلِ تقسیم" کے ہیں، دیمقراطیس ان بنیادی مادی ذرات جن کو وہ ایٹم کہتا ہے، ان کے ناقابلِ تقسیم ہونے کا قائل تھا، اس کے نزدیک فطرت دو چیزوں پر مشتمل ہے، ایک بسیط خلا یا فضا، دوسرے یہ ایٹم جن سے ساری فضا لبریز ہے، اور یہ ایٹم ناقابلِ تقسیم اور ازلی ابدی ہیں، سب چیزیں ادل بدل کر انہی ایٹم سے بنتی ہیں، حتیٰ کہ روح جو زندگی کا سرچشمہ ہے، وہ بھی ان ایٹموں سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ ان کی مخصوص ترکیب اور حرکت، روح کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے، بالفاظِ دیگر وہ ایٹم کی ایک قسم روحی ایٹم بھی قرار دیتا تھا، جو روح اور حیات کی اصل ہیں، دیمقراطیس کا نظریہ تھا کہ چونکہ عدم سے کوئی چیز وجود میں نہیں آ سکتی، اس لیے ضروری ہے کہ یہ ایٹم تقسیم در تقسیم ہو کر فنا نہ ہوں، ورنہ تو پیچھے عدم رہ جائے گا، پس ثابت ہوا کہ یہ ایٹم ناقابلِ تقسیم اکائی ہیں، اور ابدی ہیں۔

[2] جزء یا ایٹم اتنا چھوٹا ذرہ ہے کہ اس کو اب تک کی ایجاد شدہ طاقتور ترین خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا، اب تک اس کو کسی انسان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہیں، صرف علامات اور پیچیدہ حسابات سے سائنسدان اس کو جانتے ہیں، سائنسدان ریاضی کے پیمانوں سے اس کی پیمائش یوں بتاتے ہیں کہ اس کے دائرے کا قطر (ڈایا میٹر) ایک ملی میٹر کا دس لاکھواں حصہ ہے، ایک ملی میٹر کا دائرہ شاید بال پوائنٹ کی لکھنے والی نوک (بال) کے برابر ہی ہوگا، یا کاغذوں میں نتھی کی جانے والی کاربن پن کے سرے جتنا، ایک عام اوسط جسامت کے انسان میں ایک لاکھ ارب خلیات (سیل) کا اندازہ کیا جاتا ہے، اس سے خلیہ اور ایٹم کی باریکی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

[2] برلن کے ماکس پلانک (Max plank) نے کوانٹم تھیوری پیش کی تھی، جو ترقی کر کے جدید طبیعات (Physics) کا سب سے ہمہ گیر اصول قرار پایا، اسی کوانٹم تھیوری نے سائنس کے میکانکی عہد کا خاتمہ کر کے اس دور کا آغاز کیا، جو آج سنگل اسٹرنگ تھیوری (Single String Theory) کے فیصلہ کن موڑ پر کھڑا ہے۔

www.idaraghufran.org

کہ مادہ اور توانائی ایک دوسرے میں تبدیل ہوسکتی ہیں۔

بیسوی صدی کے شروع غالباً1904ء میں آئن سٹائن(Ein Stain, D:1955)نے اس تھیوری پر مزید تحقیق کر کے بتایا کہ یہ انکشاف بہت بڑا سائنسی انکشاف ہے، یہ دراصل طبیعات و مادیت کے گزشتہ سارے تصورات کو الٹ پلٹ دے گا۔

آئن سٹائن نے اسے E=mc(2) کی اپنی مشہور ریاضیاتی مساوات کی صورت میں بیان کیا (اس مساوات میں E کا مطلب توانائی، M کا مطلب مادہ اور C روشنی کی رفتار ہے، جو 3لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے) آئن سٹائن کی اس دریافت کے بعد ایٹم پر مبنی مادی کائنات اور مادیین کے نزدیک اس کے ازلی ابدی ہونے اور ایٹم کے ناقابلِ تقسیم ہونے کا ہزاروں سال پر مشتمل فلسفیانہ نظریہ اور عہد ختم ہوگیا۔

اور ایٹم کی خدائی پر(خدائی کے اسٹیج پر دیمقراطیس اور اس کے بعد مادیین نے اسے بٹھایا تھا) مزید ضرب 1928ء میں رتھرفورڈ(Ruther Ford) اور 1932ء میں نیل بوہر(Neil Boher) نے لگائی، جب انہوں نے متعلقہ ریاضیاتی سائنسی طریقے سے یہ ثابت کیا کہ ایٹم مستقل نہ ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی ذرہ اور اکائی بھی نہیں(جیسا کہ اب تک سمجھا جارہا ہے) بلکہ اس کی ساخت میں ایک مرکزہ (Nucleus) ہے، جس میں نیوٹران(Neutron) اور پروٹون(Proton) ہوتے ہیں، اور اس کے باہر الیکٹرون(Electron) ہوتے ہیں، جو اپنے اپنے مدار میں چکر کاٹتے ہیں(اور یوں وہ نیوکلیس یعنی مرکزہ میں موجود ذرات نیوٹرون اور پروٹون کا ہر وقت طواف گویا کرتے ہیں) جدید فزکس کا اندازہ ہے کہ یہ الیکٹرون روشنی کی رفتار سے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں، تو اس طرح گویا ایٹم کو کائنات و موجودات کے باوا آدم اور اصل ہونے کے جس اسٹیج پر دیمقراطیس اور فیثا غورث وغیرہ نے بٹھایا تھا، نیوٹرون، پروٹون اور الیکٹرون نے اس اسٹیج پر سے ایٹم کو چلتا کر کے قبضہ کرلیا، تو کیا اب ایٹم کے ان اندرونی ذرات کو کائناتی اشیاء کی بنیادی اکائی مانیں، جس طرح پہلے ایٹم کو مانتے تھے؟ نہیں۔ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

1930-40ء کے بعد بھی انسانی دماغ کا قافلہ محوِ سفر رہا، یہاں تک کہ انکشاف کیا گیا کہ الیکٹران، نیوٹرون، پروٹون خود مزید چھوٹے اجزاء سے مرکب ہیں، نیوٹرون اور پروٹون جن چھوٹے اجزاء یا ذرات (Particles) سے بنے ہیں، ان کا سائنسی نام قوارک(Quarak) مقرر کیا، اور الیکٹرون جن

پارٹیکل سے بنے ہیں، ان کا نام لپٹان (Lepton) رکھ دیا، مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ قوارک اور لپٹان میں بڑا تنوع ہے، ان کی بہت سی اقسام ہیں، پھر بات یہاں بھی نہیں رکی، 80-1970ء کے دوران مزید انکشاف ہوا کہ ان قوارک اور لپٹان میں استقرار اور ٹھہراؤ نہیں، بلکہ یہ تو دراصل توانائی (Energy) کے مرغولے ہیں، جن کا نام فوٹان (Photon) رکھ دیا گیا، یہ فوٹان ایسی چیز ہے جو نہ مادہ ہے نہ پورے طور پر توانائی، بلکہ مادہ اور توانائی کی درمیانی حالت ہے، یہ کبھی میٹر (Matter) اور کبھی انرجی (Energy) کی صورت میں ہوتے ہیں، اور اس کو آپ مادہ یا توانائی کسی حالت میں کبھی پکڑ نہیں سکتے، یہاں ایٹم کے اندر مسلسل ایک ہلچل بپا ہے، مادہ اور توانائی کی یہاں ایک آنکھ مچولی جاری ہے، یہاں سیکنڈ کے بھی کھربویں حصے میں ان کا وجود نمودار ہوتا اور فنا ہوتا ہے۔ [1]

ایسی غیر مستقل چیز یا عمل کو آپ کس طرح مادے کا وہ تصور دے سکتے ہیں، جو کائنات کا بنیادی ذرہ ہونے کی حیثیت سے اس کے حوالے سے ذہنوں میں قائم رہا ہے؟

اور مادے کو جو ایک ٹھوس چیز سمجھا جاتا تھا، تو تصورات کا وہ سارا شیش محل یہاں آ کر چکنا چور زمین بوس ہو جاتا ہے، کیا اس مرحلے پر آ کر مادہ یا مادیت یا ذرہ یا ایٹم یا پارٹیکل جو کچھ بھی آپ کہہ لیں، وہ جسم و جسمانیت سے آزاد ہو کر محض برقائی ہوئی برقی لہریں (روشنی، نور) نہیں رہ جاتیں، جن کو آپ توانائی کہہ سکتے ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہوا کہ پوری کائنات میں جہاں کہیں بھی جس شکل میں بھی ایٹم یا مادی ذرہ پایا جاتا ہے، وہ برقی ذرات سے بنا ہوا ہے، جس کا فنی نام الیکٹران ہے، جس پر منفی چارج ہوتا ہے، اور جس کا مرکز پروٹان ہے، جس پر مثبت چارج ہوتا ہے، اور پھر ان الیکٹران پروٹون کے اندر مزید تقسیم در تقسیم ہو کر توانائی کے مرغولے ہی آخری نتیجے کے طور پر ملتے ہیں۔

سر جیمس جینز نے اسی تناظر میں کہا تھا کہ یہاں تو کوئی مادہ ہے ہی نہیں، جو کچھ ہے توانائی کی جلوہ آرائیاں ہیں، کیا یہ ہے وہ ناپائیدار، مبہم و موہوم، بے اصل و بے بنیاد مادہ، جو دراصل توانائی کا ہی ظل و بروز اور بہروپ ہے، جس کو دیمقراطیس اور سب مادیین نے خدا کا مقام دے رکھا تھا، اور اس کے بھروسے پر بے

---

[1] 9 جولائی 1964ء کو پرنٹ میڈیا میں ایک خبر شائع ہوئی کہ سائنسدانوں نے ایک نیا مادی ذرہ دریافت کیا ہے، جو مادے کا بنیادی جزء ہے، لیکن جس کا وجود ایک سیکنڈ کے ایک کھرب حصے کے ایک سویں حصے تک ہی ہوتا ہے (بحوالہ مذہب و سائنس، ص ۷۶)

خدا کائنات کے یہ دہریین قائل رہے؟ کیا یہ؟ کیا یہی؟ ل

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے　　دیکھنے ہم بھی گئے پر تماشہ نہ ہوا

(جاری ہے......)

ل اس موقعہ پر کہ ایٹم کے اندر سے اندر یعنی باطن الوجود کے پرت کھولتے جائیں، تو آخر میں محض توانائی ملے گی، سروہائٹ ہیڈ کا ایک تجزیاتی اقتباس ملاحظہ ہو ''ان میں سے بعض ذرات ایسا دفعتہً غائب ہوجانے والا ٹھہراؤ رکھتے ہیں (یعنی ذرہ کے اندر مادہ نامی کوئی مستقل چیز نہیں، اگر وہاں کوئی چیز مستقل ہے، تو وہ توانائی کے مرغولے کی آنکھ مچولی ہے، جو ہر ایٹم کے اندر سے اندر مستقل جاری ہے) کہ ان کے لیے ذرات کا لفظ استعمال کرنا بھی قطعاً گمراہ کن ہے، کیونکہ یہ لفظ ناقابل تحلیل طور پر سختی و پائیداری کے معنیٰ سے وابستہ ہے، اس لیے ان ذرات کو ذرات کی بجائے وقوعات (Event) یا زیادہ سے زیادہ وقوعات و ذرات (Event Particles) کہنا درست ہوگا (Schrodinger، بحوالہ مذہب اور سائنس)

《بقیہ حاشیہ صفحہ 29 متعلقہ ''پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے》

ٹھلیہ کیا الٹا کہ پہلے تیونس پر ۵۵ سال سے مسلط ڈکٹیٹر زین العابدین کا تخت الٹا، پھر تین عشروں سے مسلط مصر کے فرعون حسنی مبارک کا دھڑن تختہ ہوا، پھر چالیس سال سے طرابلس کے غازیوں اور سنوسی مجاہدین کی سرزمین لیبیا پر 40 سال سے مسلط جابر و قاہر قذافی کی خدائی رل گئی، پھر شام پر مسلط نُصیری و دروزی درندے بشارالاسد اور اس کے پالتو بھیڑیوں کے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکنے لگی تو ایران و لبنان کے روافض اس کی پشت پناہی کے لئے میدان میں کود پڑے۔ جواب آں غزل کے طور پر سعودیہ بھی شام کے مظلوم اہلسنت کے دفاع کے لیے آیا، پھر ایک جانب سے روس، چین اور دوسری جانب سے امریکہ بہادر مسلمانوں کی خانہ جنگی کے اس محاذ کو گرماتے گئے۔ اس طرح ہاتھیوں کی اس لڑائی میں گزشتہ ۵ سال سے شام کے مظلوم مسلمان مینڈک کی طرح کچلے جارہے ہیں۔ یمن کا محاذ بھی اسی عرصہ میں گرمایا گیا جہاں ایک طرف ایران اور دوسری طرف سعودیہ پراکسی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس طرح عرب بہار کے بطن سے عالم اسلام میں سنی شیعہ تفریق و خانہ جنگی نے جنم لیا۔ خدا جانے یہ سلسلہ کہاں جا کے رکے گا؟ اللہ تعالیٰ ہی شر سے خیر ظاہر فرمانے والے ہیں۔ لَعَلَّ اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔

یا ناعی الاسلام قم وانع　　قد زال عرفا وبدا منکرا

ترجمہ: اے اسلام کا غم کھانے والو اٹھو اور نوحہ کناں ہو جاؤ کہ اچھے اور مانوس حالات بدل گئے اور نامانوس حالات ظاہر ہو گئے۔　ع

اے وائے بہارے گر ایں است بہارے (ہائے بہار پر افسوس اگر یہی بہار ہے)

مقالات ومضامین مفتی محمد امجد حسین

پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 5)

تتمہ (مشتمل بر) استدراکات وتوضیحات

﴿ ☆ 1 ﴾ سعودی عرب کا علاقہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع کلومیٹر کے قریب ہے۔آبادی دسمبر ۲۰۰۱ء کی رپورٹ میں دو کروڑ اکیس لاکھ تھی۔جن میں ۷۳ فیصد سعودی اور باقی غیر ملکی ہیں۔سعودیہ کے مغرب میں بحیرہ احمر اور مشرق وجنوب میں بحیرہ عرب ہیں۔شمال میں شام (نیز اردن)،شمال مشرق میں عراق،کویت،قطر وغیرہ ہیں۔ جنوب میں ساحل کے ساتھ یمن،عمان ہیں۔اہم شہر مکہ،مدینہ،جدہ،طائف (قدیم جغرافیے میں حجاز کا اطلاق اسی علاقے پر ہوتا تھا جس میں یہ مذکورہ چاروں شہر اور ان کے آس پاس کے علاقے شامل ہیں)،ریاض، دمام، ظہران،ابھا،بریدہ،حفوف،درعیہ،عینیہ (قصبے) ہیں۔

آل سعود کی تاریخ حکمرانی تین ادوار پر پھیلی ہوئی ہے، پہلا دور ۱۷۴۴ء تا ۱۸۱۷ء (۷۳ سال یعنی پون صدی)، ان کے سلفی طریقے ومشرب کے مجدد وبانی شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اسی دور میں ہوئے۔شیخ نجد کا علاقہ عینیہ تھا، جہاں ان کی مخالفت ہوئی تو وہ درعیہ میں آئے، جو آل سعود کے جد امجد محمد بن سعود کا علاقہ تھا اور محمد بن سعود درعیہ کے امیر وحکمران تھے۔انہوں نے شیخ نجد کی دعوت قبول کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے،اور شیخ کی رہنمائی میں ان کے طریقہ ومشرب کی اشاعت اور فتوحات کرکے اپنی حکومت کی توسیع میں لگ گئے۔اور اس کے بعد اس کے جانشین بھی اسی مشن پر چلتے رہے۔تاآنکہ اس وہابی تحریک سے عالم اسلام میں بے چینی پیدا ہوئی،اور ۱۸۱۷ء میں مصر کے حکمران محمد علی پاشا کے ہاتھوں کئی جنگوں کے بعد آخر میں درعیہ جو آل سعود کا مرکز تھا،اس کا بھی سقوط ہو گیا،اور آل سعود کی حکومت کا دور اول ختم ہوگیا۔ان کا یہ دورِ اول برصغیر میں عالمگیر کے بعد مغلوں کی طوائف الملوکی،سلطنت کی ٹوٹ پھوٹ،احمد شاہ ابدالی،نادر شاہ درانی،مرہٹوں،جاٹ،سکھوں،کی یلغار وقتل عام،ٹیپو کی سلطنتِ میسور،سراج الدولہ کی حکومتِ بنگال،فرنگیوں کی سازشوں،ولندیزیوں،پرتگیزیوں،فرانسیسیوں کی تجارتی لوٹ مار اور جنگ وجدل کا ہم عصر ہے۔شاہ ولی اللہ،مرزا مظہر جان جاناں،قاضی ثناءاللہ پانی پتی،شیخ غلام علی،شاہ عبدالعزیز علیہم الرحمۃ اسی دور میں ہوئے ہیں۔

دوسرا دور ۱۸۱۹ء تا ۱۸۸۹ء (۷۰ سال) ہے۔اس دور کے ابتدائی کئی سال خانہ جنگی،انتشار،بغاوتوں،جنگ و جدل اور آل سعود کیلئے ابتلاء وآزمائش کے تھے۔اسی طرح آخری عرصہ بھی آل سعود کے شہزادوں کی باہم خانہ جنگی

کا تھا، حتی کہ ۱۸۹۱ء کو حکومت ان کے ہاتھ سے نکل گئی اور ابن رشید کا تسلط ہوا جو ۱۹۰۲ء تک رہا۔ تا آنکہ ۱۹۰۲ء میں موجودہ آل سعود کی سلطنت کے بانی سلطان عبدالعزیز نے کویت کے امیر کی پشت پناہی سے ریاض فتح کیا (سلطان عبدالعزیز کے والد عبدالرحمان تھے جن سے ۱۸۹۱ء میں حکومت چھن کر محمد بن رشید کے ہاتھ میں چلی گئی تھی)۔ سلطان عبدالعزیز نے حکمت عملی وحسن تدبر سے فتوحات کا سلسلہ آہستہ آہستہ جاری رکھا۔ ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ میں ایک ایک کر کے مختلف شہر اور علاقے فتح کیے، تا آنکہ ۱۹۲۴ء میں طائف، مکہ پھر مدینہ بھی جنگ و جدل کے بعد شریف مکہ سے چھین لیا۔

اس طرح خاندان شریفی کا طویل دور ختم ہوا اور حجاز بھی (پورے کا پورا) آل سعود کے تسلط میں آ گیا۔ مکہ مدینہ پر جب آل سعود نے حملہ کیا تو یہاں برصغیر میں بڑی بے چینی پھیلی، بہت سے لوگ شریف مکہ کے حمایتی تھے، اور بہت سے آل سعود کے۔ محمد علی جوہر مرحوم مسلمانوں کی تحریک آزادی کے مسلّمہ رہنما اور میدان عمل میں تھے۔ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات اور ملک کی آزادی کے روح رواں، ہندو مسلم اتحاد کے سرگرم داعی، ان کے مشہور زمانہ اخبار کامریڈ (اور ہمدرد) کا طوطی بولتا تھا۔ لکھنو فرنگی محل کی عظیم ہستی میاں عبدالباری فرنگی محلی، شریف مکہ کے حمایتی اور آل سعود یعنی وہابیہ کے سخت مخالف اور ناقد تھے۔ خصوصا تسلط مکمل ہونے کے بعد جب سلطان عبدالعزیز کی حکومت نے قبے اور آثار گرائے، حتی کہ گنبد خضریٰ کے بارے میں خبریں آنے لگیں کہ اس کے گرانے کا بھی ارادہ ہے، تو عالم اسلام میں سخت بے چینی پھیلی اور یہاں برصغیر میں بھی شورش انتہا کو پہنچ گئی۔ شریفی ونجدی دونوں کیمپ، صحافت وسیاست اور عام سماجی زندگی میں باہم الجھ گئے۔ میاں عبدالباری، محمد علی جوہر کے پیر و مرشد تھے لیکن اس قصہ میں شریفی کیمپ کی قیادت اگر میاں عبدالباری کے ہاتھ میں تھی تو نجدی کیمپ والوں کی وجہ سے چاروناچار، محمد علی جوہر کو میدان میں اترنا پڑا۔ اس دور کی تاریخ کیلئے دیکھئے عبدالماجد دریا آبادی کی کتاب ''ذاتی ڈائری، محمد علی جوہر''۔ سلطان عبدالعزیز ۱۹۵۳ء میں فوت ہوئے، اس کے بعد آج تک ان کے بیٹے یکے بعد دیگرے بادشاہ بنتے رہے ہیں، پہلے شاہ سعود، پھر شاہ فیصل (تیل کی بندش کی دھمکی کے بعد جلد ہی امریکہ نے ان کو بھتیجے کے ہاتھوں شہید کرایا) پھر شاہ خالد، پھر شاہ فہد، پھر شاہ عبداللہ اور اب شاہ سلیمان۔

شاہ سلیمان 2015ء میں شاہ عبداللہ کی وفات پر بادشاہ بنے، ان سے پہلے پانچ بیٹوں کی حکومت کا مجموعی دورانیہ 62 سال ہے۔

ان میں سے شاہ فیصل ایک روشن ستارہ تھے۔ اب سلمان بن عبدالعزیز کا دور ہے، سلمان کے بعد بظاہر تیسری نسل یعنی عبدالعزیز کے پوتوں کا دور ہوگا، جو زیادہ تر مغربی تعلیم یافتہ اور جدید ذہن کے ہیں، رہے نام اللہ کا۔

☆ 2 شاعر مشرق نے کہا تھا:

خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے　　قبا چاہیے اس کو خون عرب سے

www.idaraghufran.org

خون عرب سے رنگین ایک بہار تو اقبال نے جنگ عظیم اول سے پہلے اور جنگ کے دوران اور اس کے بعد ترکی کی خلافت عثمانیہ کا سقوط ہونے پر سامراجی طاقتوں کے ہاتھوں مسلم اور عرب دنیا کے حصے بخرے کر کے بندر بانٹ کرنے، عربوں میں خانہ جنگی اور بغاوت کرانے، عربوں کو ترکوں سے لڑانے، حجاز، لیبیا، فلسطین، الجزائر، شام، بلقان، طرابلس، سوڈان اور مراکش میں خون کی ندیاں بہنے کی صورت میں دیکھی، جس پر اس کے منظوم تاثرات وہ تھے جن کا ایک شعر اوپر مذکور ہے، لیکن خون مسلم کی دوسری عرب بہار (جس کو Arab Spring کا نام خود سامراج نے دیا ہے کیوں کہ عالم اسلام کے خزاں رسیدہ آنگن میں ایسی بہاریں مغرب ہی کی دین، اور اس کا عطیہءفیض ہیں) پہلی کے لگ بھگ ایک صدی بعد جو برپا ہوئی اور تیونس سے ہوتے ہوئے، مصر، لیبیا، شام، فلسطین تک پھر یمن، بحرین، سعودی عربیہ تک اور ایران، عراق تک پھیل گئی۔ یہ اقبال نے نہیں دیکھی ورنہ ۱۹۱۲ء کے معرکہ طرابلس و بلقان (یونان اور اٹلی کے ساتھ) میں مسلمانوں کی خون ریزی پر اقبال کے دردمند دل سے جو یہ مناجاتیہ فریادیں اٹھیں:

حضورﷺ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی! — تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ وگل ہیں ریاض ہستی میں — وفا کی جس میں بو ہو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو ایک آبگینہ لایا ہوں — جو چیز اس میں ہے جنت میں نہیں ملتی
جھلکتی ہے تیری امت کی آبرو اس میں — طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

(بانگ درا، نظم حضور رسالت مآبﷺ سے)

اسی جنگ طرابلس میں ایک نوخیز ونوعمر عرب بچی فاطمہ بنت عبداللہ غازیوں کو پانی پلاتے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے شہید ہوگئی تھی اس پر بھی اقبال خون کے آنسو رویا تھا:

فاطمہ! تو آبروئے امت مرحوم ہے — ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے
یہ کلی بھی اس گلستان خزاں منظر میں تھی — ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی
فاطمہ! گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے — نغمہ عشرت بھی اپنے ماتم میں ہے

(بانگ درا نظم فاطمہ بنت عبداللہ)

کیا آج کے مسلمان مفکر سامراج کے مسلط کردہ اس عرب بہار (Arab Spring) پر عالم اسلام کی بربادی کا نوحہ نہیں پڑھیں گے؟ OIC وغیرہ مسلم پلیٹ فارم سے کوئی متفقہ اعلامیہ اور بیانیہ سامنے نہیں لائیں گے، اور عالم اسلام میں برپا معرکہائے کشت وخون کو نہیں رکوائیں گے؟ یہ عرب بہار دسمبر ۲۰۱۰ء میں تیونس میں محمد بوعزیزی کا ٹھیلہ پولیس کے ہاتھوں الٹنے اور ردعمل میں بوعزیزی کا خودسوزی کرنے سے شروع ہوا تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔

﴿بقیہ صفحہ 26 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ شعبان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐...... ماہِ شعبان ۷۵۲ھ میں حضرت قاضی ابوبکر بن محمد بن مکرم بن علی بن احمد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الوافی بالوفیات للصفدی، ج۱۰ ص۱۶۶)

☐...... ماہِ شعبان ۷۵۵ھ میں حضرت احمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (طبقات الشافعیۃ لابن قاضی الشبھۃ ، ج۳ص۱۲)

☐...... ماہِ شعبان ۷۵۶ھ میں حضرت ابوالعباس احمد بن یوسف بن محمد حلبی مصری نحوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعیۃ لابن قاضی الشبھۃ ، ج۳ص۱۹)

☐...... ماہِ شعبان ۷۵۸ھ میں حضرت نجم الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی بن احمد بن عبدالواحد بن عبدالمنعم بن عبدالصمد طرسوسی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سلم الوصول إلی طبقات الفحول، ج۱ ص۳۸)

☐...... ماہِ شعبان ۷۶۰ھ میں ابوالحسن جلال الدین علی بن محمد بن ابوبکر بن عمار کی وفات ہوئی۔ (قلادۃ النحر فی وفیات أعیان الدھر، ج۶ ص۲۸۷)

☐...... ماہِ شعبان ۷۶۲ھ میں حضرت حافظ مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (طبقات الحفاظ للسیوطی، ص۵۳۸)

☐...... ماہِ شعبان ۷۶۴ھ میں ملک منصور محمد بن حاجی بن ناصر محمد بن قلاوون رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (قلادۃ النحر فی وفیات أعیان الدھر، ج۶ ص۳۶۰)

...... ماہِ شعبان ۷۶۵ھ میں حضرت محمد بن علی بن حسن بن حمزہ بن محمد ن ناصر بن علی بن حسین رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعیۃ لابن قاضی الشبھۃ ، ج۳ص۱۳۱)

☐...... ماہِ شعبان ۷۶۵ھ میں حضرت ابوالمحاسن محمد بن علی بن حسن بن حمزہ بن محمد دمشقی حسینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الحفاظ للسیوطی، ص۵۳۷)

☐...... ماہِ شعبان ۷۶۵ھ میں حضرت محمد بن علی بن علوی بن محمد بن علی باعلوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (قلادۃ النحر فی وفیات أعیان الدھر، ج۶ ص۳۰۲)

☐...... ماہِ شعبان ۷۶۸ھ میں معروف نحوی ابوالعباس احمد بن عثمان بن ابی بکر بن بصیبص زبیدی

www.idaraghufran.org

رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (قلادة النحر فی وفیات أعیان الدھر، ج٦ ص ٣٠٦)

□...... ماہِ شعبان ۷۷۴ھ میں مشہور مؤرخ ومفسر حضرت ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر قیسی بصروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ کثیر کے نام سے مشہور تھے (طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۳۴)

□...... ماہِ شعبان ۷۷۶ھ میں حضرت بدرالدین محمد بن قلیج بن کیکدی علائی مقدسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی، ج ا ص ٢١٠)

□...... ماہِ شعبان ۷۷۷ھ میں حضرت محمد بن عبدالخالق بن مبارک بن عیسیٰ بن علی بن محمد ابن الاثری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الجواھر المضیة فی طبقات الحنفیة، ج٢ ص ٧٦)

□...... ماہِ شعبان ۷۷۸ھ میں سلطان ملک عباس بن مجاہد علی بن مؤید داؤد بن مظفر غسانی کی وفات ہوئی (قلادة النحر فی وفیات أعیان الدھر، ج٦ ص ٣١٨)

□...... ماہِ شعبان ۷۸۳ھ میں حضرت ابوالعباس شہاب الدین احمد بن قاضی فتح الدین عمر بن محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن قرشی مخزومی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (قلادة النحر فی وفیات أعیان الدھر، ج٦ ص ٣٢٩)

□...... ماہِ شعبان ۷۸۹ھ میں حضرت ابوالفضل سلیمان بن یوسف بن مفلح بن ابی الوفاء مقدسی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج٣ ص ١۵۴)

□...... ماہِ شعبان ۷۹۰ھ میں حضرت ابراہیم بن عبدالرحیم بن محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعہ بن علی کنانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج٣ ص ١۴١)

□...... ماہِ شعبان ۷۹۱ھ میں حضرت محمد بن عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح بن شہاب بن عبدالحق کنانی مصری بلقینی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج٣ ص ١٧٢)

□...... ماہِ شعبان ۷۹۳ھ میں حضرت ابوبکر محمد بن ابراہیم بن محمد نابلسی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج٣ ص ١٦٢)

□...... ماہِ شعبان ۷۹۴ھ میں حضرت اسماعیل بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن ضوء بن ذرع قرشی بصروی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج٣ ص ٨٦)

□...... ماہِ شعبان ۷۹۸ھ میں حضرت ابوسعد احمد بن محمد بن سند رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(المجمع المؤسس للمعجم المفھرس، ج ا ص ۴٣٣)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:20) مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، تکالیف اور آزمائشیں

قرآن مجید کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٥٥)

اور ہم تمہیں ضرور بہ ضرور آمائیں گے (اس دنیا میں) کچھ خوف اور کچھ بھوک (کے ڈر) سے، اور کچھ مال وجان اور میوات (یعنی اناج وغلہ) میں کمی کر کے۔

(مگران آزمائشوں پر صبر کرنے والوں کو) کو آپ (اللہ کی رضا وخوشنودی اوراس کی رحمت و برکت کی) خوشخبری سنا دیجئے۔

اور ایک حدیث میں اس کو ایسے بیان کیا گیا ہے کہ:

"الدُّنيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ" [1]

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے، اور کافر کے لیے جنت ہے۔

یعنی دنیا کی زندگی اور آزمائش وامتحانات کا یہ رشتہ آپس میں جزوِلازم ہے، کبھی مال ودولت اور اولاد میں کمی کے ذریعے، اور کبھی بھوک وافلاس اور خوف وڈر کے ذریعہ سے کہ جن کا سامنا مومنین کو وقتاً فوقتاً کرنا پڑتا ہے۔

مگر اللہ والوں اور اس کے نیک بندوں کی آزمائش وابتلا، عام مومنین کے مقابلہ میں غیر معمولی اور ہٹ کر ہوتی ہے کہ جن کو برداشت کرنا اور ان پر صبر کرنا، عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

اور آزمائش کا یہ سلسلہ انبیائے کرام سے شروع ہو کر تقریباً ہر مومن تک پہنچتا ہے، اور اس کے بدلہ میں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم انعامات واکرامات سے نوازا جاتا ہے، درحقیقت یہ اللہ کی رحمت ہی ہوتی ہے، جو مختلف بہانوں سے، دین واسلام کے ماننے والوں اور اس کے متبعین کو پہنچتی ہے۔

کچھ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں اور بزرگوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے، جہاں ایک طرف اللہ کی مخلوق ان سے

[1] عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدنيا سجن المؤمن، وجنة الكافر (صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٩٥٦ "١"، كتاب الزهد والرقائق)

www.idaraghufran.org

بھرپور استفادہ حاصل کرتی ہیں، وہیں دوسری طرف ان کو آزمائشوں اور تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اور اللہ کے ان نیک بندوں اور بزرگوں کے اعمال و افعال اور اوقات میں من جانب اللہ ایک خصوصی رحمت و برکت رکھ دی جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے یہ لوگ، دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں غیر معمولی قوتِ برداشت کے حامل ہوتے ہیں کہ جن کو برداشت کرنا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

یہی کچھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ بھی ہوا، اگرچہ آپ کی زندگی کے تمام پہلو روزِ روشن کی طرح واضح تھے، اور مخلوق نے بھی آپ سے بھرپور فائدہ اٹھایا، مگر امام صاحب رحمہ اللہ کو بھی اپنے زمانہ کے حکمرانوں کے ہاتھوں کافی تکالیف اٹھانی پڑیں، اس کی وجہ درجِ ذیل تھی۔

عہدۂ قضا سے انکار

امیرِ کوفہ یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری نے امام صاحب کے لیے عہدۂ قضاء تجویز کیا اور کہا کہ آپ کوفہ کے قاضی بن جائیں، لیکن آپ نے حکام کی بے جا رعایت، اور ظلم و جبر کا ساتھ نہ دینے کا عزم کرتے ہوئے، امیرِ کوفہ کی اس تجویز کو قبول نہیں کیا، اور انکار کردیا، اس پر ہبیرہ نے آپ کو 110 کوڑوں کی سزا دی، ہر روز دس کوڑے مارے جاتے، مگر آپ برابر انکار کرتے اور صبر کرتے رہے، تو اس نے مجبور ہو کر چھوڑ دیا۔ [1]

مگر اس کے بعد ایک دفعہ دوبارہ خلیفۂ وقت ابوجعفر منصور کی طرف سے 146 ہجری میں آپ کو دوبارہ عہدۂ قضا قبول کرنے کی پیشکش کی گئی، مگر آپ نے تب بھی اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا، جس کے بدلہ میں آپ کو دوبارہ کوڑے مارے گئے، اور آپ کو قید کر ڈالا۔

لیکن ان حالات میں بھی ابوجعفر منصور کو آپ کی طرف سے اطمینان نہ تھا، چونکہ امام صاحب کی شہرت دور دور تک پہنچی ہوئی تھی، اس لیے قید کی حالت نے ان کے اثر اور قبولِ عام کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ کر دیا تھا، یہاں تک کہ قید خانہ میں بھی آپ کا سلسلۂ تعلیم برابر قائم رہا۔

امام محمد رحمہ اللہ نے جو فقہ میں آپ کے دستِ بازو ہیں قید خانہ ہی میں آپ سے تعلیم پائی، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے آپ کے شاگرد آپ سے اس حالت میں علمی استفادہ کرتے رہے۔

ان وجوہات کی بنا پر ابوجعفر منصور کو امام صاحب سے متعلق جو اندیشہ وڈر تھا، وہ قید کی حالت میں بھی رہا،

---

[1] وكلمه ابن هبيرة على أن يلي القضاء ، فأبى، فضربه مائة سوط وعشرة أسواط، كل يوم عشرة أسواط، فصبر وامتنع، فلما رأى ذلک خلى سبيله (مكانة الامام ابى حنيفة فى الحديث، لمحمد عبد الرشيد النعمانى الباكستانى المتوفى1420هجرى، ص ٦٤)

www.idaraghufran.org

جس کی آخری تدبیر اس نے یہ کی کہ بے خبری کی حالت میں آپ کو زہر دلوادیا، جب آپ کو زہر کا اثر محسوس ہونے لگا، تو سجدہ میں چلے گئے، اوراسی حالت میں جامِ شہادت نوش کرتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ [1]

عہدۂ قضا قبول نہ کرنے کی وجہ

عہدۂ قضا قبول نہ کرنے پر کوڑے مارے جانے یا زہر دے کر جان لینے کی اندرونی وجہ کچھ اور تھی۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک اموی اور عباسی امراء وخلفاء اسلام کے جادۂ مستقیم سے دور تھے، ظلم و زیادتی میں حد سے تجاوز کیا کرتے تھے، اس لیے عہدۂ قضا قبول کرنا ظلم و زیادتی میں تعاون کرنے کے مترادف تھا، درحقیقت اس دور کے محتاط اہلِ علم واہلِ فضل کا یہی رویہ وطریقہ کار تھا، وہ ان حکومتوں میں کسی قسم کا عہدہ لینے کو معصیت سمجھتے تھے، امراء وخلفاء ان کے رویہ سے خائف اور غیر مطمئن رہا کرتے تھے، اور کسی طرح سے اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کیا کرتے تھے، بڑے بڑے عہدے اور بھاری بھاری رقمیں پیش کر کے ان پر دباؤ ڈالا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ نے بھی ابوجعفر منصور کی طرف سے عہدۂ قضا قبول کرنے سے انکار کردیا، اور ابوجعفر منصور عہدۂ قضا قبول نہ کرنے کے بہانے سے آپ کو بغداد بلوا کر جیل میں ڈلوادیا، جہاں آپ پندرہ دن تک زندہ رہے، اور پھر آپ کو زہر دلوادیا گیا۔ [2]

---

[1] عن بشر بن الولید قال مات أبو حنیفة فی السجن ودفن فی مقابر الخیزران قال یعقوب بن شیبة خبرت انه توفی وھو ساجد (اخبار ابی حنیفة و اصحابه للصیمری، ص ۹۳)

[2] وقد روی أن المنصور سقاه السم فمات شهیداً رحمه الله سمّه لقیامه مع إبراهیم (العبر فی خبر من غبر للذهبی، ج ۱، ص ۱۶۴، تحت الترجمة: سنة خمسین ومئة)

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات

کا تحقیقی جائزہ

پر مزید تبصرے اور ماہنامہ الشریعہ کے تبصرہ پر استدراک

''مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' کا تیسرا ضمیمہ

مولانا سندھی کی تحریروں وامالی اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی

کے نظریات کے بارے میں چند شبہات کا ازالہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

تذکرۂ اولیاء　حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ (قسط13)　مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ازواج

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں اور اسلام قبول کرنے کے بعد وقتاً فوقتاً متعدد نکاح کیے، ذیل میں ان کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

قریبہ بنتِ ابوامیہ اور ملیکہ بنتِ جرول

قریبہ بنتِ ابوامیہ اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، اور ملیکہ بنتِ جرول کو اُمِ کلثوم بھی کہتے ہیں، ان دونوں خواتین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اسلام قبول کرنے سے پہلے نکاح کیا تھا، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا، تو یہ دونوں خواتین شرک پر ہی قائم رہیں، اور انہوں نے اسلام قبول نہ کیا۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر سورہ ممتحنہ کی آیت ’’وَلَا تُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ ‘‘ یعنی ’’تم کافروں کی عصمتوں (یعنی کافر عورتوں) کو اپنے پاس روک کر نہ رکھو‘‘، نازل ہوئی، اس آیت میں مؤمن مَردوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رکھیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں خواتین کو طلاق دے کر ان سے علیٰحدگی اختیار کرلی، حضرت عمر کے طلاق دینے کے بعد ان میں سے ایک سے معاویہ بن ابوسفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے نکاح کرلیا (بخاری، حدیث نمبر۲۷۳۱، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع أہل الحرب وکتابۃ الشروط)

قریبہ بنتِ ابوامیہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی، البتہ ملیکہ بنتِ جرول سے عبیداللہ نامی صاحبزادے کا ہونا مروی ہے۔

زینب بنتِ مظعون رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی زمانۂ جاہلیت میں نکاح کیا تھا، پھر حضرت عمر اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما دونوں نے اسلام قبول کرلیا، اور دونوں نے

www.idaraghufran.org

ہی مدینہ منورہ ہجرت کی۔

حضرت زینب بنتِ مظعون سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کئی اولاد ہوئی، چنانچہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر، اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ اور حضرت عبدالرحمٰن اکبرانہی کے بطن سے تھے۔ [1]

جمیلہ بنتِ ثابت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد سنہ ۷ ہجری میں ثابت بن ابوالافلح کی بیٹی اور عاصم بن ثابت بن ابوالافلح کی بہن سے نکاح کیا۔

پہلے ان کا نام عاصیہ تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عاصیہ سے بدل کر جمیلہ رکھا تھا، ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عاصم نامی بیٹے ہوئے ہیں، اسی وجہ سے انہیں اُمِ عاصم کی کنیت سے بھی یاد کیا جاتا ہے، بعد میں کسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دیدی تھی، جس کے بعد حضرت یزید بن جاریہ نے ان سے نکاح کرلیا تھا، جس میں سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ کی ولادت ہوئی، جو کہ حضرت عاصم بن عمر بن خطاب کے ماں شریک بھائی تھے۔ [2]

عاتکہ بنتِ زید

یہ زید بن عمرو بن نفیل کی بیٹی اور عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں (کذا فی تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، تحت رقم الترجمۃ ۷۸۲۲)

پہلے یہ حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، اُن کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ

---

[1] زینب بنت مظعون بن حبیب بن وهب بن حذافة بن جمح القرشية الجمحية، أخت عثمان بن مظعون . وهی زوج عمر بن الخطاب وأم ولده عبد الله بن عمر، وأم حفصة بنت عمر، وعبد الرحمن بن عمر (اسد الغابة لابن الاثير، ج۳، ص ۳٦١)

[2] جميلة بنت ثابت بن أبی الأفلح الأنصارية أخت عاصم بن ثابت بن أبی الأفلح امرأة عمر بن الخطاب . تكنى أم عاصم بابنها عاصم بن عمر بن الخطاب كان اسمها عاصية، فسماها رسول الله صلى الله عليه وسلم جميلة .تزوجها عمر بن الخطاب فی سنة سبع من الهجرة فولدت له عاصم بن عمر بن الخطاب ثم طلقها عمر بن الخطاب فتزوجها يزيد بن حارية فولدت له عبد الرحمن بن يزيد بن جارية فعبد الرحمن بن يزيد بن جارية أخو عاصم ابن عمر بن الخطاب لأمه وهی التی أتی فيها الحديث فی الموطأ وغيره أن عمر ركب الى قباء فوجد ابنه عاصماً يلعب مع الصبيان فحمله بين يديه فأدركته جدته الشموس بنت أبی عامر فنازعته إياه حتى انتهى إلى أبی بكر الصديق فقال له أبو بكر: خل بينها وبينه فما راجعه وسلمه إليها (الاستيعاب فی معرفة الاصحاب لابن عبدالبر، ج۲، ص ۸۱)

عنہ کے نکاح میں آ گئی تھیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کرلیا تھا (الاعلام للزرکلی، تحت ترجمۃ عاتکۃ بنت زید) ۱؎

اُمِ حکیم بنتِ حارث بن ہشام

یہ پہلے حضرت عکرمہ کے نکاح میں تھیں، شام میں حضرت عکرمہ کے انتقال کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آ گئیں، ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فاطمہ نامی اولاد ہونا مروی ہے۔

اُمِ کلثوم بنت علی بن ابو طالب

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری زوجہ مطہرہ تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح خاندانِ نبوت میں شامل ہونے کے لئے کیا تھا، ان کے بطن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زید اور رقیہ نامی اولاد ہوئی۔ ۲؎

لہیہ اور فکہیۃ

لہیہ یمن سے تعلق رکھنے والی خاتون حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اُمِ ولد تھیں، روایت ہے کہ ان کے بطن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمٰن اصغر، یا عبدالرحمٰن اوسط نامی اولاد ہوئی۔

جبکہ فکہیۃ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اُمِ ولد تھیں، ان کے بطن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زینب نامی اولاد ہوئی، جو آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی اولاد تھیں۔ ۳؎

۱؎ وتزوج عاتكة بنت زيد بن عمرو بن نُفيل، وكانت قبله عند عبد الله بن أبى بكر، ولما قتل عمر تزوجها بعده الزبير بن العوام رضى الله عنه، ويقال هى أم ابنه عياض، فالله أعلم (فصل الخطاب فى سيرة ابن الخطاب للصلابى، ص ۱۴)

۲؎ وكان قد خطب أم كلثوم ابنة أبى بكر الصديق، وهى صغيرة وراسل فيها عائشة فقالت أُمّ كلثوم: لا حاجة لى فيه، فقالت عائشة أترغبين عن أمير المؤمنين؟ قالت: نعم، إنه خشن العيش، فأرسلت عائشة إلى عمرو بن العاص، فصدّه عنها ودلّه على أمّ كلثوم بنت على بن أبى طالب، من فاطمة بنت رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، وقال: تعلق منها بسبب من رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، فخطبها من على فزوجه أياها فأصدقها عمر رضى الله عنه أربعين ألفاً، فولدت له زيداً ورقية (فصل الخطاب فى سيرة ابن الخطاب للصلابى، ص ۵)

۳؎ وتزوج لُهَيَة امرأة من اليمن فولدت له عبد الرحمن الأصغر، وقيل الأوسط .وقال الواقدى: هى أم ولد وليست بزوجة، قالوا: وكانت عنده فكيهة أم ولد، فولدت له زينب قال الواقدى: وهى أصغر ولده (فصل الخطاب فى سيرة ابن الخطاب للصلابى، ص ۵)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ذوالحجہ، حج اور عید

پیارے بچو! اس دنیا میں ہر قوم، قبیلہ اور نسل کے مختلف واقعات اور یادیں محفوظ رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز پہچان رہی ہے۔ اس دنیا میں دو تاریخ اس وقت رائج ہیں، ایک شمسی تاریخ جسے عیسوی تاریخ بھی کہا جاتا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ اس تاریخ کی ابتدا حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت اور پیدائش سے ہوئی۔ دوسری قمری تاریخ جسے اسلامی اور ہجری تاریخ بھی کہا جاتا ہے جس کی ابتدا کیسے ہوئی یہ آگے آتا ہے۔ ان دونوں تاریخوں سے پہلے لوگ بڑے بڑے واقعات کو بنیاد بنا کر اپنی یادیں محفوظ رکھتے۔ جیسے طوفان نوح (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اللہ تعالی کی طرف سے پانی کا عذاب آیا، جو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے وہ بچ گئے باقی سب ڈوب گئے) کے اتنے عرصے بعد یہ بات ہوئی۔ بعد میں آنے والوں نے مثلاً آتش نمرود کو بنیاد بنایا وغیرہ۔ تاریخی کیلنڈر کا فائدہ یہ ہے انسان اپنی سرگرمیاں، یادیں اور اپنی زندگی میں ہونے واقعات کو ایک ایسے طریقے سے محفوظ کر سکے جس سے آنے والی نسلیں ان باتوں کو صحیح وقت کے مطابق جان سکیں۔ یہ تو ایک عمومی فائدہ ہے۔ اس کا سب سے بڑا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنی مذہبی عبادات شریعت کے بتلائے ہوئے وقت کے مطابق کر سکے۔

ذوالحجہ اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے۔ جس پر اسلامی سال ختم اور اسکے بعد نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اسلامی سال کو ہجری و اسلامی کیلنڈر اور جنتریوں کی طرف نسبت ہے۔ جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس کے بعد ہجرت سے ہی مسلمانوں کی تاریخ اور کیلنڈر کی ابتدا ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہجرت ہی وہ چیز تھی جس سے مسلمانوں اور غیر مسلموں، حق اور باطل میں فرق ظاہر ہوا۔ ہجرت ہی وہ چیز تھی جس کے بعد اسلام کا سر اونچا ہوتا چلا گیا۔ ہجرت ہی وہ چیز تھی جس کے بعد مسلمان پوری دنیا پر چھانے لگے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس آپ کے خط آتے ہیں لیکن ان پر تاریخ نہیں ہوتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں فکر ہونے لگی۔ بالآخر ہجرت کے سترہویں سال ۱۷ھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو اس اہم معاملے میں مشورے کے لیے جمع کیا کہ

تاریخ کا معیار کس چیز کو بنایا جائے۔کسی نے کہا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اس سال کو بنایا جائے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ طریقہ عیسائیوں کا ہے(کوئی ایسا طریقہ ہو جس سے مسلمان اور قوموں سے علیحدہ ہوں)اس لیے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کو معیار بنایا۔کسی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات کو معیار بنایا جائے۔اس رائے کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے ناپسند کیا کہ آپ ﷺ کی وفات ایک بہت بڑا صدمہ اور دکھ ہے۔تیسری رائے یہ دی گئی کہ ہجرت والے سال اور تاریخ کو معیار بنایا جائے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آخری رائے کو پسند کیا اور بالآخر سب کا اس رائے پر اتفاق ہوا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے اسلامی تاریخ کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا اور آج تک ہم اسی اسلامی تاریخ پر کاربند ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت تو ماہ ربیع الاول یعنی تیسرے مہینے میں فرمائی لیکن محرم سے ہی آپ ہجرت کا ارادہ فرما چکے تھے اس لیے محرم سے ہی اسلامی سال کا آغاز اور ذوالحجہ پر اختتام ہوتا ہے۔اسلامی سال کے بہت عظیم الشان فضائل ہیں خاص طور سے چار مہینوں(ذی قعدہ،ذوالحجہ،محرم اور رجب)میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جہاد وقتال منع تھا۔لیکن لوگوں نے اپنے فائدوں کے لیے ان مہینوں میں گڑبڑ کر دی تھی۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مہینوں کی صحیح ترتیب بتلائی۔

اب جس مہینے میں ہم چل رہے ہیں یہ وہی مہینہ ہے جس میں ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔یہ وہ مہینہ ہے جس کی فضیلت اور عظمت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی پہلی دس راتوں کی قسم کھائی۔یہی وہ مہینہ ہے جس میں ایک دن ایسا آتا ہے جس میں روزہ رکھا جائے تو دو سالوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔یہ وہ مہینہ ہے جس میں اسلام کا ایک بہت بڑا تہوار عید الاضحیٰ منایا جاتا ہے۔اسی مہینے میں اسلام کی ایک بہت بڑی عبادت حج سرانجام دی جاتی ہے۔اس مہینے کے چند خاص دنوں کے علاوہ سال کے اور دنوں میں حج کیا جائے تو وہ عبادت نہیں۔اسی طرح ان خاص دنوں کے علاوہ اور دنوں میں قربانی کی جائے تو قربانی ادا نہیں ہوتی۔حج ایک اسلامی عبادت ہے۔ساتھ ہی جس بندہ کے پاس حج کرنے کا خرچہ ہو اس پر فرض اور ضروری ہو جاتا ہے۔حج میں کچھ اعمال ایسے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے کیے۔مگر اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند آئے کہ آنے والے ہر شخص کے لیے حج کے اعمال میں ان کو شامل کر دیا۔حج کے اعمال ذوالحجہ کے تقریباً چھ دنوں

میں (آٹھ ذوالحجہ سے لے کر تیرہ تک) ہوتے ہیں۔ اگر کوئی سنت کے مطابق اور کسی کو دکھلاوے کے بغیر حج کرے تو اس کی زندگی کے سارے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور فضول و بیہودہ باتوں سے بچا رہا تو وہ حج کر کے ایسے لوٹتا ہے جیسے کہ وہ (صاف ستھرا گناہوں سے پاک) پیدا ہوا ہو۔اگر کوئی حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرے تو حج کا فریضہ کبھی معاف نہیں ہوتا اور پوری زندگی فرض رہتا ہے۔حج کے علاوہ اس مہینے میں ذوالحجہ کی دس تاریخ کو عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ جسے ہماری زبان میں بڑی عید بھی کہتے ہیں۔اس عید پر دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ اللہ تعالی کے ہاں جانور کو ذبح کر کے قربانی کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔شریعت ہر کسی سے مہنگے اور خوبصورت جانور قربان کرنے کا مطالبہ نہیں کرتی بلکہ جس کے پاس اتنا مال و دولت جمع ہو جائے کہ روزمرہ کی ضروریات پوری ہونے کے علاوہ بھی کافی سارا مال و دولت پاس ہو اور اپنی حیثیت کے مطابق چھوٹا یا بڑا جانور خرید سکے تو دکھلاوے کے بغیر صرف اللہ تعالی کے لیے قربانی کرنی چاہیے۔معاشرے میں ناک اونچی کرنا اور اس کے لیے مہنگے ترین جانور خریدنا اللہ تعالی کو پسند نہیں ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:

جانوروں کا خون یا ان کا گوشت پوست اللہ تعالی کے پاس نہیں جاتا لیکن اللہ تعالی کے پاس تو پرہیزگاری اور تقوی جاتا ہے (یعنی تمہارے دِلوں کا جذبہ اور اخلاص) (سورہ حج، آیت 37)

ہاں اگر اللہ نے مال و دولت دی ہو تو اخلاص کے ساتھ مہنگا اور خوبصورت جانور ذبح کرنا اللہ کو پسند ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو موٹے تازے، سینگوں اور کالے سفید رنگ والے دنبے ذبح کیا کرتے تھے،اور ہجرت کے بعد وفات تک آپ کا یہی معمول رہا۔

اصلاح واضافہ شدہ جدید ایڈیشن

دُرود و سلام کے فضائل و احکام

مسنون و ماثور درود و سلام کے عظیم الشان فضائل و فوائد، درود و سلام کے مخصوص مواقع اور ان کی فضیلت و اہمیت، درود و سلام کے متعلق شرعی احکام، اور منکرات

درود و سلام کے مسنون و ماثور صیغے اور غیر مسنون صیغوں و طریقوں کی نشاندہی

اور درود و سلام سے متعلق بعض احادیث و روایات کی اسنادی حیثیت پر کلام

مصنف: مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب (قسط2)

معزز خواتین! پہلے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ خواتین کو پُرفریب انداز میں آزادی کے نام پر ایسے معاملات میں الجھا دینا ہے جو قطعاً اس صنفِ نازک کی فطرت کے مطابق نہیں ہے اور اس کے برعکس اسلام نے خواتین کی معاشرت کا جو نظام پیش کیا وہ نہ صرف فطرت کے مطابق بلکہ عورت کی عزت اور عصمت کا بھی محافظ ہے، اسلام کے نظام معاشرت کی سچائی اس وقت واضح ہو سکتی ہے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ اسلام سے پہلے مختلف معاشروں میں عورت کی کیا حیثیت تھی اور اس کو کیا مقام دیا جاتا تھا، تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف معاشروں میں عورت کی مختلف حیثیت تھی چنانچہ ذیل میں چند معاشروں کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ان معاشروں کی تہذیب اور اسلامی تہذیب کا موازنہ کیا جا سکے۔

سومریوں کے معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ

قدیم سومری تہذیب سے مراد آشوری اور بابلی تہذیب کے لوگ ہیں جو بغداد کے شمال اور جنوب میں واقع شہر بابل اور آشور کے رہائشی تھے، ان کے معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ انتہائی ذلت آمیز تھا، ان کے معاشرے میں عورت مرد کے لیے خواہ وہ شوہر ہو یا باپ ایک بکاؤ مال سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی تھی، چنانچہ مرد کو یہ اختیار تھا کہ وہ عورت کو پیسہ کمانے کے لیے بدکاری پر مجبور کرے، اور بعض علاقوں میں شوہر کو اپنی بیوی کے قتل کرنے کا اور اپنے قرضے کی ادائیگی کے لیے اس کو باندی کی طرح بیچ دینے کا اختیار تھا، یہ تو ان کا عام معاشرہ تھا پھر اگر ان کے نکاح کے طریقے پر نظر ڈالی جائے تو وہ بجائے خود ان کے معاشرے کی ایک بھیانک تصویر ظاہر کرتا ہے، قانونی طور پر اس وقت تک کسی عورت کو شادی کی اجازت نہیں تھی جب تک وہ کسی غیر مرد سے (اپنے متوقعہ شوہر سے نہیں) بدکاری کے ذریعے اپنے کنوارے پن کو زائل نہ کروا لے، جس کا طریقہ یہ تھا وہ اپنے عبادت خانہ جس کو ''زہرہ'' کہا جاتا تھا میں جا کر بیٹھ جاتی تھی اور اس کے سر پر علامت کے طور پر ایک رسیوں کا تاج ہوتا تھا جو اس کے زہرہ میں بیٹھنے کے مقصد کو واضح کرتا تھا، اس طرح سے جب بہت سی عورتیں زہرہ میں جمع ہو جاتیں تھیں تو کوئی بھی مرد آ کر اس کی گود

میں ایک مخصوص مقدار میں چاندی رکھ دیتا تھا اور یہ عورت پھر اسی فرد سے بدکاری کرتی تھی اور وہ چاندی ان کے معبودوں کا حق ہوتا تھا، گویا اس سارے انسانیت سوز مرحلہ سے گزرنے کے بعد وہ اس قابل ہوتی تھی کہ اس کو شادی کی اجازت دی جائے، پھر ان کے یہاں نکاح کا جو طریقہ تھا وہ بذات خود عورت کے لیے ایک انتہائی ذلت آمیز تھا بلکہ اس کو نکاح کہنا ہی محل نظر ہے کیونکہ اس طریقہ کار کو نکاح کے بجائے خرید وفروخت سے زیادہ مشابہت تھی، نکاح کا طریقہ ان کے نزدیک یہ تھا کہ سال کے ایک مخصوص دن میں وہ سب لڑکیوں کو ایک مخصوص جگہ جمع کر دیتے تھے پھر ان کی بولی لگتی تھی سب سے پہلے سب سے حسین لڑکی کی اس کے بعد درجہ بدرجہ سب کی اور سب سے زیادہ قیمت ادا کرنے والے کو لڑکی اس شرط کے ساتھ حوالے کر دی جاتی تھی کہ وہ اس سے شادی کرلے گا۔

مذکورہ بالا سطور سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تہذیب میں بدکاری کوئی قابل قدر برائی نہیں تھی جس کی وجہ سے یہ تہذیب اخلاق کی کن پستیوں میں جا گری تھی اور عورت کے ساتھ اس معاشرے کا رویہ اپنی ذلت کی کس انتہا کو چھو رہا تھا اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قدیم ہندوستانی معاشرے میں عورت کی حیثیت

قدیم ہندوستانی تہذیب میں بیٹی باپ کی ملکیت شمار کی جاتی تھی وہ اس میں من چاہا تصرف کرنے میں آزاد تھا شادی کے بعد یہی حق شوہر کو تھا بلکہ اگر شوہر بے اولاد مر جاتا تو عورت شوہر کے قریبی رشتہ داروں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی، اور ان کی تہذیب میں عورت ایک ایسی ذات کا نام تھا جس کے خمیر میں نجاست اور خباثت ہے اور اس کا کام مرد کو گمراہ کرنا اور بہکانا ہے۔

اور ان کے معاشرے کی ایک انتہائی ظالمانہ رسم جس کی زد میں خواتین آتی تھیں وہ ''ستی'' کی تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ بیوہ ہونے والی عورت کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ خود پر ایندھن ڈالے اور اپنے شوہر کی چتا (میت) کے پاس آجائے جبکہ لوگ اس کے شوہر کی چتا کو جلانے کے لیے ایندھن کے ڈھیر پر رکھ دیتے تھے، پھر ان کا پنڈت (مذہبی پیشوا) آکر اس عورت کے زیورات اتار کر اس کے گھر والوں کے حوالے کر دیتا اور اس کے بال، چٹیا کھول کر اس کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اس ایندھن کے گرد جس پر اس کی شوہر کی چتا ہوتی تھی تین چکر لگواتا اور پھر یہ اپنے شوہر کے سرہانے بیٹھ جاتی اور لوگ اس کو بھی اس کے مردہ شوہر کے ساتھ زندہ ہی جلا دیتے تھے، ان لوگوں کو یہ عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے یہ عورت بڑی مقدس بن جائے گی

اور اس عورت کے ماں باپ کے اور شوہر کے خاندان کے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے، اور یہ رسم صرف پرانے زمانے کی بات نہیں ہے اٹھارہویں صدی میں بھی اس طرح کے واقعات ملتے ہیں بلکہ گزشتہ صدی میں ستی کی تحریک بڑے زور و شور سے چلائی گئی تھی جس کے تحت کئی عورتوں کو ستی پر مجبور کیا گیا تھا، ان واقعات کی عام لوگوں نے بڑی مذمت کی تھی لیکن جنونی مذہبی تنظیموں نے اسے اپنا دینی حق قرار دیا تھا۔

اور اگر کوئی عورت اس ستی کی ظالمانہ روایت سے بچ بھی جاتی تھی تو اس کا بھی حال کوئی کم برا نہیں تھا وہ دوسری جگہ شادی نہیں کرسکتی تھی، زیب زینت والے کپڑے نہیں پہن سکتی، بناؤ، سنگھار نہیں کرسکتی تھی، اور اس کو عام اور معمولی کھانا دیا جاتا تھا اور کبھی مبالغے کے طور پر اس کے سر کے بال کاٹ کر گنجا کردیا جاتا تھا تاکہ اس کے بیوہ ہونے کی علامت رہے، افسوس صد افسوس ! کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی ہندوؤں کے ساتھ رہن سہن اور میل، جول کی وجہ سے ان میں سے کچھ تصورات منتقل ہوگئے چنانچہ اکثر و بیشتر علاقوں میں بیوہ کی دوسری شادی کو مسلمان بھی معیوب سمجھتے ہیں خواہ بیوہ کم عمر اور جوان ہی کیوں نہ ہو تب بھی اس کی دوسری شادی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی جو کہ بیوہ خواتین پر بہت بڑا ظلم ہے اس کی اسلام قطعی اجازت نہیں دیتا۔　　(جاری ہے............)

یہ سارے تاریخی واقعات ڈاکٹر زکی نجیب محمود اور چند دیگر حضرات کی کتاب ''قصۃ الحضارۃ'' سے اختصار کر کے لکھے گئے ہیں جو عربی ترجمہ ہے اصل کتاب انگریزی زبان میں امریکی مؤرخ '' William James Durant 1885 - 1981'' اور اس کی اہلیہ ''Ariel Durant'' کی تصنیف شدہ ہے جس کا نام ''The Story of Civilization'' ہے۔

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

حرمت والے مہینوں میں نیک اعمال کا درجہ وفضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا کہ:

ترجمہ: صبر یعنی رمضان کے مہینے کے روزے رکھو اور ہر مہینے میں ایک دن کا روزہ رکھ لیا کرو، ان صحابی نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے لہٰذا میرے لئے اور اضافہ کر دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اور اضافہ فرما دیجئے (کیونکہ مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کیجئے، پھر ان صحابی نے عرض کیا کہ میرے لئے اور اضافہ فرما دیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَشْهُرِ حُرُمُ (یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم، اور رجب کے مہینوں) میں روزہ رکھو اور چھوڑو (آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی) اور آپ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا ان کو ساتھ ملا دیا پھر چھوڑ دیا (یعنی کہ ان مہینوں میں تین دن روزہ رکھو پھر تین دن ناغہ کرو اور اسی طرح کرتے رہو) (ابوداؤد، حدیث نمبر 2428)

ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے مہینوں کا شمار بھی چار حرمت والے مہینوں میں ہوتا ہے، اور اسلام میں ان مہینوں میں عبادت وطاعت کی خاص فضیلت ہے، اور روزہ بھی عبادت وطاعت میں داخل ہے، اس لئے ان مہینوں میں حسبِ توفیق جتنے ممکن ہوں نفلی روزے رکھنا اور دیگر نیک اعمال بھی باعثِ فضیلت ہیں۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت

اورحضرت جابررضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن ہیں (کشف الاستار،حدیث نمبر1128)

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عظیم اورزیادہ پسندیدہ نہیں ہیں،جن میں (نیک)عمل کیا جائے،ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلہ میں،تو تم ان دس دنوں میں تسبیح،اورتکبیراورتہلیل کی کثرت کیا کرو(طبرانی کبیر،حدیث نمبر11112)

تہلیل سے مراد”لاالٰہ الا اللہ“اورتکبیر سے مراد”اللہ اکبر“اورتحمید سے مراد”الحمدللہ“اورتسبیح سے مراد”سبحان اللہ“یاان جیسے وہ کلمات ہیں،جن میں اللہ تعالیٰ کی توحیداوربڑائی اورحمدوثناءاورتسبیح بیان کی گئی ہو،کیونکہ ذی الحجہ کا پہلاعشرہ انتہائی فضیلت کا حامل ہے،اوراس میں دوسری عبادتوں کی بھی فضیلت ہے،اسی کے ساتھ ساتھ ان اذکار کی بھی خاص فضیلت ہے۔

اوربعض روایات میں عیدالاضحیٰ کے دن سے پہلے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں نفلی روزے رکھنے کی بھی عظیم فضیلت آئی ہے،اوراسی وجہ سے عیدالاضحیٰ کے دن سے پہلے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں حسبِ استطاعت نفلی روزے رکھنا مستحب ہے کہ جن کی تعدادنو(9)بنتی ہے۔

www.idaraghufran.org

نو ذُوالحجہ کے روزہ کی فضیلت اور قربانی کرنے والے کو بال ناخن نہ کاٹنے کا حکم

اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذُوالحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے (مسلم، حدیث نمبر1977)

قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ذُوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک اپنے ناخن نہ کاٹے اور سر، بغل اور ناف کے نیچے، بلکہ بدن کے کسی حصہ کے بھی بال نہ کاٹے، اور ایسا کرنا مستحب ہے، ضروری نہیں، اور اسی طرح قربانی سے پہلے اگر چالیس دن گذر گئے ہوں تو پھر ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے اور بغل کے بالوں کی صفائی ضروری ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یومِ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا روزہ رکھا، تو اس کے لگا تار دو سال کے (صغیرہ گناہ) معاف کر دیئے جائیں گے (مسند ابو یعلیٰ موصلی، حدیث نمبر7548)

عرفات کے میدان میں پہنچ کر تو فضیلت حجاجِ کرام ہی حاصل کر سکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیر حاجیوں کو بھی محروم نہیں فرمایا؛ اور اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت مقرر کر کے سب کو اس دن کی فضیلت سے اپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرما دیا۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

عیدالاضحیٰ کی رات یعنی چاندرات کی فضیلت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث 1782)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عیدین (یعنی عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ) کی راتوں میں اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی خاطر (عبادت کے ساتھ) قیام کیا (یعنی عبادت اور نفل نماز کا اہتمام کیا) تو اُس کا دل اُس دن مُردہ نہیں ہوگا، جس دن (لوگوں کے) دل مُردہ ہوجائیں گے (ابن ماجہ)

قیام سے مراد نفلی عبادت ہے، جس میں ذکر، تلاوت، دعا، اور استغفار کے ساتھ ساتھ نفل نماز بھی داخل ہے، اور اُس دن سے مراد قیامت کا دن ہے، کہ جس کی دہشت سے لوگوں کے دل مُردہ ہوجائیں گے، اس لئے چاندرات جیسی عظیم الشان فضیلت والی رات کو فضول اور لغو کاموں میں ضائع کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے، خواہ وہ عیدالفطر کی رات ہو یا عیدالاضحیٰ کی رات۔

پس اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا جائے ذکر، تلاوت، تسبیح، توبہ واستغفار اور دعا و نفل نماز کا نیز گناہوں سے بچنے کا اہتمام کیا جائے، نہیں تو کم از کم عشاء اور فجر کی نماز اپنے اپنے وقت پر اور مرد حضرات باجماعت پڑھ لیں، اور اس دوران کوئی گناہ نہ کیا جائے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

قربانی کا جانور کس قسم کا ہونا چاہئے؟ اور اس کو خود ذبح کرنے کی اہمیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَحّٰى اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ، سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ (مسند احمد، حديث 25843)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی فرماتے تو دو بڑے موٹے تازے سینگوں والے اور سیاہ وسفید بالوں والے خصی مینڈھے خریدتے (مسند احمد)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید وسیاہ رنگ والے، بڑے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے، اور اپنے پاؤں کو ان کے دونوں جانب رکھ لیتے تھے، اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے تھے (بخاری، حدیث نمبر 5564)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پاؤں مبارک قربانی کے جانور کے دونوں طرف رکھے ہوئے دیکھا، آپ نے بسم اللہ پڑھی، اور اللہ اکبر پڑھا، اور اپنے ہاتھ سے ذبح کیا (بخاری، حدیث نمبر 5558)

فائدہ: نبی ﷺ کا انتہائی اہتمام کے ساتھ قربانی کرنا، موٹے تازے اور خصی اور سینگوں والے جانور کی قربانی کرنا اور اس کو حتی الامکان اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کرنا، قربانی کے عمل کی اہمیت کی دلیل ہے۔

www.idaraghufran.org

قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعہ سے کھانے اور مال بڑھانے سے بچنے کا حکم

حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِقْرَءُ وْا الْقُرْآنَ، وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ، وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ، وَلَا تَأْكُلُوْا بِهٖ، وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهٖ (مسند أحمد، رقم الحديث ١٥٥٢٩)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم قرآن کی قرائت کرو، اور اُس (کے الفاظ اور معانی) میں غلو (اور حد سے تجاوز) نہ کرو، اور اس کی تلاوت سے غفلت اختیار نہ کرو، اور اُس کے ذریعے سے نہ کھاؤ، اور نہ اُس کے ذریعے سے مال بڑھاؤ (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت کا معمول بنانا چاہئے، اور اس کے الفاظ اور معانی میں بھی غور وفکر کرنا چاہئے، اور ان میں کمی وزیادتی سے پرہیز کرنا چاہئے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں سے مال حاصل کرنے کی خاطر قرآن مجید کی قرائت کرنا اور قرآن مجید کو کھانے اور مال کا ذریعہ بنانا منع ہے، اس کے بجائے قرائت کرنے والے کو اللہ سے مانگنا اور اسی کے سامنے اپنی حاجات کو رکھنا چاہئے۔

Idara Ghufran

قرآن کی قرائت سے اثر قبول نہ کرنے کا وبال

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ: رَجُلًا فَاجِرًا جَرِيئًا، يَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يَرْعَوِى إِلٰى شَيْءٍ مِّنْهُ (مسند أحمد، حديث نمبر 11319)

ترجمہ: اور بدترین آدمی وہ فاجر (وگناہ گار) شخص ہے جو گناہوں پر جری ہو، اللہ کی کتاب کی قرائت کرتا ہو، لیکن اس سے کوئی اثر قبول نہ کرتا ہو (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید کا قاری و عالم ہو، اور وہ گناہوں سے نہ ڈرتا ہو، اور قرآن مجید سے اثر قبول نہ کرتا ہوں، بلکہ اس کی سرسری تلاوت کرتا ہو، اور اس کو عملی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش نہ کرتا ہو، تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک بدترین آدمی شمار ہوتا ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ قرآن پڑھ کر اس پر عمل نہ کرنے والا ایسا ہے، جیسا کہ یہود و نصاریٰ کہ وہ تورات اور انجیل کو پڑھتے ہیں، مگر ان سے صحیح نفع نہیں اٹھاتے۔

اور اسی طرح جو شخص قرآن مجید کی تلاوت تو کرتا ہو، لیکن اس میں اخلاص نہ ہو، ریاء کاری اور دنیا کی طلب پیشِ نظر ہو، تو ایسے شخص کو بھی منافق قرار دیا گیا ہے، اور قربِ قیامت میں ایسے لوگوں کی کثرت بتلائی گئی ہے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

شراءُ الأُضحية بنيةِ التضحية

حنفیہ کی مشہور روایت کے علاوہ خود حنفیہ کی ایک روایت کے مطابق اور حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام کے راجح قول کے مطابق قربانی کی نیت سے جانور خرید لینے کی صورت میں، اس کی قربانی واجب نہیں ہوتی، بغیر اس تفصیل کے کہ خریدنے والا شخص غنی و مالدار ہو، یا فقیر وغریب ہو، جبکہ حنفیہ کی مشہور روایت کے مطابق خریدنے والا اگر فقیر ہو، تو اس جانور کی متعین طور پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، اور غنی ہو تو اس کی قربانی واجب نہیں ہوتی، یعنی غنی کا قربانی کا جانور خریدنا نہ خریدنا برابر ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کی فقہاء کے اقوال اور ان کے مستدلات کی روشنی میں تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔ محمد رضوان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شراءُ الأُضحية سے متعلق احادیث وروایات

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اگر جانور کی قربانی کی زبان سے نذر و منت مان لی جائے، تو اکثر و جمہور فقہائے کرام کے نزدیک قربانی واجب ہو جاتی ہے، البتہ مالکیہ کا اس میں ایک قول عدمِ وجوب کا بھی ہے۔

(وراجع للتفصيل: الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٥، ص ٧٩، ماده، أضحية)

اور اگر جانور کی قربانی کی نذر و منت نہ مانی جائے، بلکہ قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا جائے، تو حنفیہ کی مشہور روایت کے علاوہ، حنفیہ کی ایک روایت کے مطابق اور حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام کے راجح قول کے مطابق قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کے نتیجہ میں اس کی قربانی واجب نہیں ہوتی، اور ان کے نزدیک قربانی کی نیت سے جانور خریدنا نذر و منت کا حکم نہیں رکھتا۔

جبکہ حنفیہ کی اس سلسلہ میں ایک روایت تو جمہور فقہائے کرام کے مطابق ہے، اور دوسری روایت جو کہ مشہور روایت ہے، اس کے مطابق غنی و مالدار کے جانور خریدنے پر اس جانور کی متعین طور پر قربانی واجب نہیں ہوتی، اور فقیر وغریب پر واجب ہو جاتی ہے۔

اور بعض حنفیہ کے نزدیک غنی وفقیر کی تقسیم کے بغیر ہر ایک پر واجب ہو جاتی ہے۔

فقہائے کرام نے اپنے اپنے انداز میں بعض احادیث وروایات وغیرہ سے استدلال کیا ہے۔
پہلے اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ مختلف فقہائے کرام کی عبارات اوران کے اقوال ذکر کیے جائیں گے۔

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کی حدیث

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ دِيْنَارًا يَشْتَرِيْ لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرٰى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ ،وَجَاءَهُ بِدِيْنَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِيْ بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ (بخاری، رقم الحدیث ۳۶۴۲،کتاب المناقب)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بارقی کوایک دینار دیا، تاکہ وہ (بطورِ وکیل) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (قربانی کی) ایک بکری خریدیں، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس ایک دینار کی دو بکریاں خریدلیں، پھران میں سے ایک بکری کو ایک دینار کے بدلے میں فروخت کردیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیناراور بکری کولے کر حاضر ہوئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خرید وفروخت میں برکت کی دعا فرمائی، جس کے بعد حضرت عروہ اگرمٹی بھی خرید لیتے تھے، تو اس میں بھی انہیں نفع ہوتا تھا (بخاری)

مسند احمد میں حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بِدِينَارٍ يَشْتَرِي لَهُ أُضْحِيَّةً "، وَقَالَ مَرَّةً :أَوْ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ اثْنَتَيْنِ، فَبَاعَ وَاحِدَةً بِدِينَارٍ، وَأَتَاهُ بِالْأُخْرَى، " فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ "فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ (مسند الإمام أحمد بن حنبل، رقم الحدیث ۱۹۳۵۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کوایک دینار دیا، تاکہ وہ (بطورِ وکیل) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربانی کی ایک بکری خریدیں، اورایک روایت میں بکری خریدنے کا ذکر ہے (قربانی کا ذکر نہیں) پھرانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس ایک

[1] قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح علی شرط البخاری(حاشیۃ مسند احمد)

دینار کی دو بکریاں خرید لیں، پھر ان میں سے ایک بکری کو ایک دینار کے بدلے میں فروخت کردیا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دینار اور ایک بکری کو لے کر حاضر ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے خرید وفروخت میں برکت کی دعا فرمائی، جس کے بعد حضرت عروہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تھے، تو اس میں بھی انہیں نفع ہوتا تھا (مسند احمد)

مذکورہ واقعہ میں قربانی کی نیت سے خریدی ہوئی ایک بکری کو فروخت کرنے اور اس سے ایک دینار حاصل کرنے کا ذکر ہے، اور اس دینار کو صدقہ کرنے کا ذکر نہیں۔

جس کے پیشِ نظر بعض فقہائے کرام قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اس کی قربانی واجب نہ ہونے کے قائل ہیں، خواہ خریدنے والا غنی وصاحبِ نصاب ہو، یا فقیر وغیر صاحبِ نصاب ہو۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حبیب بن ابی ثابت، حضرت حکیم بن حزام سے روایت کرتے ہیں کہ:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث حكيم بن حزام يشترى له أضحية بدينار، فاشترى أضحية، فأربح فيها دينارا، فاشترى أخرى مكانها، فجاء بالأضحية والدينار إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ضح بالشاة، وتصدق بالدينار (سنن الترمذى، رقم الحديث ١٢٥٧، ابواب البيوع، باب بعد باب ما جاء فى اشتراط الولاء والزجر عن ذلك)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حکیم بن حزام کو اپنے لئے ایک دینار کی قربانی کا جانور خریدنے کے لئے (وکیل بنا کر) بھیجا، تو انہوں نے قربانی کا جانور خرید لیا، پھر اس کو فروخت کر کے ایک دینار کا نفع کما لیا (یعنی ایک بکری کو ایک دینار میں خرید کر پھر اس کو دو دینار میں فروخت کردیا) پھر ایک دینار سے ایک اور قربانی کا جانور خرید لیا، اور پھر اس قربانی کے جانور اور ایک دینار کو لے کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بکری کی قربانی کردیجیے، اور ایک دینار کو صدقہ کردیجیے (ترمذی)

مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

www.idaraghufran.org

حدیث حکیم بن حزام لا نعرفه إلا من هذا الوجه، وحبیب بن أبی ثابت لم یسمع عندی من حکیم بن حزام.

ترجمہ: حکیم بن حزام کی حدیث کو ہم صرف اسی سند سے پہچانتے ہیں، اور حبیب بن ابی ثابت نے میرے نزدیک حضرت حکیم بن حزام سے سماعت نہیں کی (اس لیے یہ حدیث منقطع ہوئی)(ترمذی)

یہ واقعہ سنن ابی داؤد میں بھی مروی ہے۔ ¹

مگر اس روایت کو بعض حضرات نے اس لیے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی کا نام مذکور نہیں۔ ²

جو حضرات مرسل حدیث کو حجت سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک منقطع ہونا مضر نہیں ہوگا۔ ³

حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ واقعہ حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ⁴

---

¹ حدّثنا محمدُ بن کثیر العبْديُّ، أخبرنا سفیانُ، حدَّثنی أبو حُصَین، عن شیخٍ من أهل المدینة عن حکیم بن حِزَام :أن رسولَ الله -صلَّی الله علیه وسلم -بعث معه بدینار یشتری له أُضحیةً، فأشتراها بدینارٍ، وباعها بدینارَین، فرجع فاشتری له أُضحیةً بدینار، وجاء بدینار إلی النبی -صلَّی الله علیه وسلم -، فتصدق به النبی -صلَّی الله علیه وسلم -، ودعا له أن یبارَک له فی تجارته(سنن أبی داود،رقم الحدیث ۳۳۸۶، کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف)

² قال شعیب الارنؤوط:إسناده ضعیف لإبهام الشیخ الراوی عن حکیم بن حزام .أبو حَصین :هو عثمان بن عاصم، وسفیان :هو ابن سعید الثوری .وأخرجه الترمذی (1302)) من طریق أبی بکر بن عیاش، عن أبی حَصِین، عن حبیب بن أبی ثابت، عن حکیم بن حزام .وقال الترمذی :حدیث حکیم بن حزام لا نعرفه إلا من هذا الوجه، وحبیب بن أبی ثابت لم یسمع عندی من حکیم بن حزام.وقد صحت هذه القصة عن عروة بن أبی الجعد البارقی کما فی الحدیث السالف(حاشیة سنن ابی داوٗد)

³ واما الکلام فی حدیث حکیم بن حزام بان فیه یروی ابوحصین عن شیخ من اهل المدینة وهو مجهول ، قلت: اخرج الترمذی من حدیث حبیب بن ابی ثابت عن حکیم بن حزام وقال: حبیب بن ابی ثابت لم یسمع عندی من حکیم بن حزام،قلت لم یقم دلیل علی ان حبیب بن ابی ثابت لم یسمع من حکیم بن حزام ولا مانع من السماع ولو سلم فالمرسل عندنا حجة(بذل المجهود للشیخ خلیل احمد السهارنفوری، ج۱۵ ص۴۷، کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف،مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت)

⁴ حدثنا موسی بن زکریا، نا هلال بن بشر المازنی، نا عمیر بن عمران العلاف، نا الحارث بن عتبة، عن حبیب بن أبی ثابت، عن عمرو بن واثلة أو عامر بن واثلة، أن رسول الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مگراس کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث کوجن حضرات نے ضعیف قرار دیا، انہوں نے تو اس سے یہ استدلال کافی نہیں سمجھا کہ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد وہ متعین طور پر واجب ہوجاتا ہے، اوراس سے جو نفع حاصل کیا جائے، اس کا صدقہ ضروری ہوتا ہے، اوراس واقعہ کے مقابلہ میں انہوں نے حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو ترجیح دی، اور وہ واقعہ مذکورہ واقعہ سے الگ ہے، کیونکہ اس واقعہ میں حضرت عروہ بارقی کے قربانی کا جانور خریدنے اور ابتداء ہی میں ایک دینار سے دو بکریاں خریدنے اور پھر ایک بکری فروخت کرنے کا ذکر ہے، جبکہ دوسرا واقعہ حضرت حکیم بن حزام کے بکری خریدنے اور ابتداء میں ایک بکری خریدنے کا ذکر ہے۔

البتہ جن حضرات نے اس منقطع حدیث کو حجت سمجھا، ان میں سے بعض حضرات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چونکہ قربانی واجب تھی، اس لیے قربانی کا جانور خریدنے سے اس کی متعین طور پر قربانی واجب نہیں ہوئی تھی، لہٰذا اس کو تبدیل کرنا جائز تھا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلى الله عليه وسلم أعطى حكيم بن حزام دينارا، وأمره أن يشترى به أضحية فاشترى، فجائه من أربحه فباع، ثم اشترى، ثم جاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم بدينار وشاة، فقال: ما هذا؟ فقال: يا رسول الله، اشتريت، وبعت، وربحت، فقال له النبى صلى الله عليه وسلم: بارك الله فى تجارتك ، وأخذ الدينار وتصدق به، وأخذ الشاة فضحى بها

لم يرو هذا الحديث عن الحارث بن عتبة إلا عمير بن عمران(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٨٣٤٦)

[1] قال الهيثمى:رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه عمير بن عمران قال ابن عدى :حدث بالبواطيل(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحت رقم الحديث ٦٨١٢،باب الوكالة وتصرف الوكيل)

وقال ابن عدى:عمير بن عمران الحنفى بصرى.حدث بالبواطيل عن الثقات وخاصة، عن ابن جريج. حدثنا عبد الله بن عبد الحميد الواسطى، حدثنا محمد بن حرب النشائى، حدثنا عمير بن عمران الحنفى، حدثنا ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم إن الله أوحى إلى أن أزوج كريمتى من عثمان .حدثنا ابن ناجية، حدثنا محمد بن حرب، حدثنا عمير بن عمران البصرى، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس من البر الصيام فى السفر، حدثنا عبد الله بن عبد الحميد، حدثنا محمد بن حرب، حدثنا عمير بن عمران، عن ابن جريج، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان أحدكم فى المسجد فلا يسمع أحد صوته ويشير بأصبعيه إلى أذنيه.ولعمير بن عمران غير ما ذكرت ومقدار ما ذكرت مما رواه، عن ابن جريج لا يرويها غيره، عن ابن جريج والضعف بين على حديثه(الكامل فى ضعفاء الرجال، ج٦ ص ١٣٤، ١٣٥، تحت رقم الترجمة ١٢٤٩)

www.idaraghufran.org

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے حاصل شدہ ایک دینار سے انتفاع کرنا بھی جائز تھا۔

البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استحساناً ایک دینار کے صدقہ کا حکم فرمایا، یا اس وجہ سے ایک دینار کے صدقہ کا حکم فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قربانی کی شکل میں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی نیت فرمالی تھی، تو آپ نے اس سے انتفاع حاصل کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ۱

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربانی واجب نہیں تھی، اور آپ نفلی درجہ میں تطوعاً قربانی فرمارہے تھے، لہٰذا اس جانور کو فروخت کرنا جائز نہیں تھا، اس لیے اس کے عوض جو دینار حاصل ہوا، اس کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ ۲

---

۱ يشكل على الحنفية اذ قالوا ان المتطوع يجب مشتراه، وقد استدل بهذا الحديث السرخسي في "المبسوط" على ان من وجب في ماله الزكاة فباعه يجوز البيع عندنا، ولم يجز في قدر الزكاة عند الشافعي، اذ هو مشغول بحق الفقراء فلايجوز بيعه، ولنا حديث حكيم بن حزام فانه صلى الله عليه وسلم جوز بيع الاضحية بعد ما وجب حق الله تعالىٰ فيها اهـ، مختصرا، ويمكن ان يجاب ان هذه الاضحية كانت واجبة عليه صلى الله عليه وسلم وهي لا تتعين بالشراء، ثم رايت بهذا اجاب الشيخ الكنكوهي في "الكوكب" (تعليق على بذل المجهود للشيخ زكريا الكاندهلوي، ج۱۵ ص۴۳، كتاب البيوع، باب في المضارب يخالف، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت)

والنبي صلى الله عليه وسلم وان لم يكن غنيا الا ان الاضحية كانت واجبة عليه، وهو المعنىٰ بالغناء فكان له حكم الاغنياء في وجوبها فيتفرع عليه التفاريع المذكورة، فان تفاوت مابين الفقير والغني في الاحكام انما هو منوط على وجوبها في الذمة وعدم الوجوب ، ولذلک قلنا ان الغني اذا عين شيئا من ذلک التضحية حرم له الانتفاع بظهر وبدره بعد ذلک ، لان الوجوب قد وجد وهو المدار، فلما باع حكيم اول المشتراتين لم يكن له في ذلک بأس لعدم تعينها للتضحية، وطاب الفضل للنبي صلى الله عليه وسلم الا انه امر بتصدقه استحسانا لكونه قصد ان ينفتق فيها دينارين (الكوكب الدرى علىٰ جامع الترمذي، ج۲ ص۳۰۸، ابواب البيوع، باب بعد باب ما جاء في اشتراط الولاء والزجر عن ذلک، مطبوعة: مطبعة ندوة العلماء لكهنؤ، الهند)

وقال الشيخ زكريا الكاندهلوي في تعليقه: او لان ذلک الدينار حصل بربح دينار نوى صلى الله عليه وسلم صرفه في سبيل الله بسبيل الاضحية فاراد ان لايمسک منافعه ايضا (التعليق علىٰ الكوكب الدرى علىٰ جامع الترمذي، ج۲ ص۳۰۸، ۳۰۹، ابواب البيوع، باب بعد باب ما جاء في اشتراط الولاء والزجر عن ذلک، مطبوعة: مطبعة ندوة العلماء لكهنؤ، الهند)

۲ وجه الاستحسان :أن النبي -صلى الله عليه وسلم -دفع إلى حكيم بن حزام دينارا يشتري له بها أضحية.فاشترى بها ثم باعها بدينارين ثم اشترى شاة بدينار فجاء بالشاة والدينار إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وأخبره بذلک فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-بارک الله لک في صفقة يمينک "وأمره أن يضحي بالشاة ويتصدق بالدينار . فلولا أن الأضحية لزمته بمجرد النية لما أمر بالتصدق وفيه دليل على جواز بيع الأضحية(البناية شرح الهداية، ج۱۲، ص۳۲، كتاب الأضحية)

جبکہ بعض حضرات نے اس حدیث سے علی الاطلاق غنی وفقیر کے جانور خرید لینے کی صورت میں قربانی کے واجب ہونے پر استدلال کیا ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا اثر

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْأُضْحِيَّةَ أَوِ الْبَدَنَةَ فَيَبِيعُهَا وَيَشْتَرِي أَسْمَنَ مِنْهَا، فَذَكَرَ رُخْصَةً (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ١٩٦٧) [2]

ترجمہ: جو قربانی یا بدنہ خرید لے، پھر اس کو فروخت کردے، اور اس سے بڑا جانور خرید لے،

[1] قال (وإذا اشترى أضحية، ثم باعها فاشترى مثلها فلا بأس بذلك)؛ لأن بنفس الشراء لا تتعين الأضحية قبل أن يوجبها، وبعد الإيجاب يجوز بيعها في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله ويكره، وفي قول أبي يوسف – رحمه الله – لا يجوز لتعلق حق الله تعالى بعينها، ولكنهما يقولان تعلق حق الله تعالى بها لا يزيل ملكه عنها، ولا يعجزه عن تسليمها وجواز البيع باعتبار الملك والقدرة على التسليم ألا ترى أنا نجوز بيع مال الزكاة لهذا.

والأصل فيه ما روى أن النبي – عليه الصلاة والسلام – دفع دينارا إلى حكيم بن حزام – رضي الله عنه – ليشتري له شاة للأضحية فاشترى شاة، ثم باعها بدينارين، ثم اشترى شاة بدينار وجاء بالشاة والدينار إلى رسول الله – صلى الله عليه وسلم – فأخبره بذلك .فقال – صلى الله عليه وسلم – بارك الله في صفقتك أما الشاة فضح بها وأما الدينار فتصدق به. فقد جوز رسول الله – صلى الله عليه وسلم – بيعه بعد ما اشتراها للأضحية، وإن كانت الثانية شرا من الأولى، وقد كان أوجب الأولى فتصدق بالفضل فيما بين القيمتين أما جواز الثانية عن الأضحية فلاستجماع شرائط الجواز وأما التصدق فإنه لما أوجب الأولى فقد جعل ذلك القدر من ماله لله تعالى فلا يكون له أن يستفضل شيئا منه لنفسه فيتصدق بفضل القيمة كما أمر رسول الله – صلى الله عليه وسلم – حكيم بن حزام – رضي الله عنه – بالتصدق بالدينار.

ومن أصحابنا – رحمهم الله – من قال هذا إذا كان فقيرا أما إذا كان غنيا ممن يجب عليه الأضحية فليس عليه أن يتصدق بفضل القيمة؛ لأن في حق الغني الوجوب عليه بإيجاب الشرع فلا يتعين بتعيينه في هذا المحل ألا ترى أنها لو هلكت بقيت الأضحية عليه .فإذا كان ما يضحي به محلا صالحا لم يلزمه شيء آخر وأما الفقير فليس عليه أضحية شرعا، وإنما لزمه بالتزامه في هذا المحل بعينه؛ ولهذا لو هلكت لم يلزمه شيء آخر .فإذا استفضل لنفسه شيئا مما التزمه كان عليه أن يتصدق به.

قال الشيخ الإمام والأصح عندي أن الجواب فيهما سواء؛ لأن الأضحية، وإن كانت واجبة على الغني في ذمته فهو متمكن من تعيين الواجب في محل فيتعين بتعيينه في هذا المحل من حيث قدر المالية؛ لأنه تعيين مقيد، وإن كان لا يتعين من حيث فراغ الذمة (المبسوط للسرخسي، ج١٢ ص١٣، كتاب الذبائح، باب الاضحية)

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحت رقم الحديث ٥٩٦٣، باب فيمن يشتري الأضحية ثم يستبدل بها)

اس کے بارے میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت بیان فرمائی (طبرانی)

اس روایت میں قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اس کو بیچنے اور دوسرا جانور خریدنے کا ذکر ہے، اور مالدار وفقیر کی کوئی قید مذکور نہیں، جس سے بعض حضرات نے یہ استدلال فرمایا کہ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اس کی قربانی متعین طور پر واجب نہیں ہوتی۔

جبکہ بعض حضرات نے مذکورہ روایت کو صرف غنی و مالدار پر محمول کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ''ہدی'' کی تبدیلی سے متعلق حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أهـدى عـمَرُ بنُ الخطاب بُختيّاً فـأعـطـىَ بهـا ثلاثَ مئة دينار، فأتى النبيَّ - صلَّى الله عليه وسلم -فقال :يا رسول الله، إني أهْدَيْتُ بُختياً، فأُعطيتُ بها ثـلاثَ مئة دينار، أفأبِيعُها وأشْتَرِي بثَمنِها بُدْناً؟ قال " :لا، انْحَرْها إيّاها.قال أبو داود :هذا لأنه كان أشعَرَها (سنن أبى داود، رقم الحديث ١٧٥٦ ،باب تبديل الهدى)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب نے ایک بختی اونٹ ہدی کے لیے حاصل کیا، پھر اس کی قیمت سو دینار لگ گئی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے ایک بختی اونٹ ہدی کے لیے لیا ہے اور مجھے اس کی قیمت میں سو دینار مل رہے ہیں، تو کیا میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے کوئی اور اونٹ خریدلوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اسی کو ذبح کرو۔

امام ابوداؤد نے (اس حدیث کے بارے میں) فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم اس لئے دیا تھا کیونکہ وہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اس (اونٹ) کا اشعار کر چکے تھے (ابوداؤد)

اس حدیث میں کیونکہ ''ہدی'' کو فروخت کرنے کی ممانعت ہے، جس پر بعض حضرات نے قربانی کے جانور کو قیاس کیا ہے، اور فرمایا کہ اگر وہ ''ہدی'' تطوع تھی، تو اس کو تبدیل کرنا جائز نہیں تھا، کیونکہ ''ہدی'' کی نیت سے خریدنے کی وجہ سے وہ متعین ہوگئی تھی، اور اگر وہ ''ہدی'' واجب نہیں تھی، تو یہ حدیث اولیٰ اور

افضل پر محمول ہوگی۔ ۱

لیکن دیگر حضرات نے اولاً تو اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ۲

دوسرے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا، جبکہ کوئی اس کی نذر مان لے۔ ۳

اور بعض حضرات جیسے امام ابوداؤد وغیرہ نے فرمایا کہ ''ہدی'' کا ''اشعار'' کرنے کی وجہ سے اس کو تبدیل کرنا منع ہوگیا تھا۔

اور بعض حضرات نے تبدیلی کی ممانعت کے حکم کو اس صورت کے ساتھ خاص رکھا ہے، جبکہ اس کو کم درجہ کے جانور سے تبدیل کیا جائے۔ ۴

---

۱ قلت: ان کان الهدى الذى اهدها عمر رضى الله عنه ، تطوعا، فتبديله لايجوز، لانه لما اشتراها بنية الهدى تعينت فلا يجوز تبديلها وان واجبا عليه ، فالحديث محمول على الأولى والافضل (بذل المجهود، ج۸ص ۳۴۹، كتاب المناسك، باب تبديل الهدى، مطبوعة : دارالكتب العلمية، بيروت، لبنان)

۲ قال شعيب الارنؤوط:إسناده ضعيف .جهم بن الجارود -وقيل :شهم بن الجارود -لم يذكروا فى الرواة عنه غير أبى عبد الرحيم، وهو خالد بن يزيد الحرانى، وقال البخارى فى "التاريخ الكبير :230/2 " لا يعرف لجهم سماع من سالم، وقال الذهبى فى "الميزان :"فيه جهالة .محمد بن سلمة :هو عبد الله الباهلى الحرانى.وأخرجه أحمد 6325))، والبخارى فى "التاريخ الكبير230 /2 "، وابن خزيمة 2911))، والبيهقى فى "السنن242 - 241 /5 "، و 288 /9من طريق محمد بن سلمة، بهذا الإسناد.

النجيب :قال فى "النهاية :"النجيب :الفاضل من كل حيوان ...وقد تكرر فى الحديث ذكر الجيب من الإبل مفرداً ومجموعاً .وهو القوى منها، الخفيف السريع .وقال فى "النهاية "أيضاً :البُختية :الأنثى من الجمال البخت، والذكر بختى وهى جمال طوال الأعناق(حاشية سنن ابى داؤد)

۳ قال البيهقى:وبمثل هذا المعنى أجاب الشافعى فيما أوجبه من الهدايا بكلامه(معرفة السنن والآثار ، تحت رقم الحديث ۱۰۹۲۲ ، ج۷ص۵۲۷، كتاب المناسك، باب الأكل من الهدى الذى يكون تطوعا دون ما كان أصله واجبا)

وقال ابن كثير:هكذا رواه الهيثم فى مسند عمر وذكره اصحاب الاطراف فى مسند ابن عمر من رواية ابى داود عن النفيلى عن محمد بن سلمة به وهو فى مسند احمد كما سياتى ان شاء الله تعالى وقد اختاره الحافظ الضياء فى كتابه المختارة من طريق الهيثم بن كليب والله اعلم وفيه دلاله على ان من نذر هديا معينا انه لا يجوز له ابداله بوجه من الوجوه حتى ولا بما هو اجود منه واكثر ثمنا وقد رواه بعضهم فقال بختية والصحيح بنجيبه وحده النجايب والله اعلم(مسند الفاروق لابنِ كثير، ج ۱ ص ۳۴۰، كتاب الحج)

۴ قال أبو داود: هذا لأنه كان أشعرها].

أورد أبو داود رحمه الله باب: تبديل الهدى أى: أن يبدل شيئاً اشتراه على أنه هدى بغيره، والحكم فى هذا أنه إذا كان سيبدله بما هو أحسن منه فلا بأس بذلك، وأما إذا كان سيبدله بشىء أقل منه فإنه لا يجوز.

فلو أن إنساناً اشترى شاة ليجعلها هدياً ثم بعد ذلك أراد أن يهدى بشاة أحسن وأنفس وأسمن منها فلا بأس بذلك.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

بہرحال مذکورہ حدیث کی صحت تسلیم کرنے کے بعد بھی اس میں مختلف احتمالات ہیں، اسی وجہ سے مختلف حضرات کے اس حدیث سے استدلال کی توجیہات مختلف ہیں۔ [1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

شراءُ الأُضحية سے متعلق فقہائے کرام کے اقوال

اب اس سلسلہ میں مختلف فقہائے کرام کی عبارات ملاحظہ فرمایئے۔

شافعیہ کا قول

امام نووی رحمہ اللہ ''شرح المہذب'' میں فرماتے ہیں:

إذا اشترى شاة ونواها أضحية ملكها ولا تصير أضحية بمجرد النية بل لا يلزمه ذبحها حتى ينذره بالقول، هذا مذهبنا وبه قال أحمد وداود، وقال أبو حنيفة ومالك تصير أضحية ويلزمه التضحية بمجرد النية، دليلنا القياس على من اشترى عبدا بنية أن يعتقه فإنه لا يعتق بمجرد النية

(المجموع شرح المهذب، ج۸، ص ۴۲۶، باب الأضحية)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد أورد أبو داود حديث عبد الله بن عمر: (أن النبي صلى الله عليه وسلم استأذنه عمر أن يبدل النجيب التي كان جعلها هدياً، وذلك بأن يبيعها ويشترى بثمنها بدناً، فقال: لا، انحرها إياها)، قال أبو داود: لأنه كان أشعرها، أي: أنها قد جعلت عليها علامة الهدى، وهى شق سنامها وإشعارها، فهذا هو سبب المنع عند أبى داود، وإلا فإنها إذا أبدلت بما هو أحسن منها فإن ذلك سائغ، ويكون الإبدال بالصفة، أو بالعدد، أو بهما معاً، وهذا الحديث لم يصح؛ لأن فيه رجلاً مقبولاً، وفيه أيضاً انقطاع بين الجهم بن الجارود وبين سالم فإنه لم يسمع منه(شرح سنن ابى داوٗد للعباد، كتاب المناسک، باب تبديل الهدى)

[1] فإن قيل: ففى سنن أبى داود: ثنا عبد الله بن محمد النفيلى .ثنا محمد بن سلمة عن أبى عبد الرحيم عن جهم بن الجارود عن سالم بن عبد الله عن أبيه: قال }أهدى عمر بن الخطاب رضى الله عنه نجيبة فأعطى بها ثلاثمائة دينار؛ فأتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إنى أهديت نجيبة فأعطيت بها ثلاثمائة دينار أفأبيعها وأشترى بثمنها بدنا ؟ قال: لا .انحرها إياها {فقد نهاه عن بيعها وأن يشترى بثمنها بدنا ؟قيل: هذه القضية – بتقدير صحتها – قضية معينة ؛ ليس فيها لفظ عام يقتضى النهى عن الإبدال مطلقا ونحن لم نجوز الإبدال مطلقا .ولا يجوزه أحد من أهل العلم بدون الأصل وليس فى هذا الحديث أن البدل كان خيرا من الأصل ؛ بل ظاهره أنها كانت أفضل (مجموع الفتاوىٰ لابنِ تيمية، ج ۳۱ص ۲۵۱، كتاب الوقف، فصل فى جواز ابدال الكعبة ببناء ،آخر)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جب بکری خریدی، اوراس کی قربانی کی نیت کی، تو وہ اس بکری کا مالک ہوجائے گا، لیکن صرف مذکورہ نیت کی وجہ سے وہ بکری قربانی کے لیے مختص نہیں ہوگی، بلکہ اس کو ذبح کرنا بھی لازم نہیں ہوگا، یہاں تک کہ زبان سے اس کی نذر و منت مان لے، یہ ہمارا مذہب ہے، اور یہی امام احمد اور امام داؤد کا قول ہے، اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک وہ محض مذکورہ نیت کی وجہ سے قربانی کے لیے مختص ہوجائے گی، اوراس کو ذبح کرنا واجب ہوجائے گا۔ ہماری دلیل اس مسئلہ پر قیاس ہے کہ جس نے آزاد کرنے کی نیت سے کوئی غلام خریدا تو وہ صرف مذکورہ نیت کی وجہ سے آزاد نہیں ہوگا (المجموع)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ شافعیہ وغیرہ کے نزدیک قربانی کی نیت سے جانور خریدنے پر اس کی قربانی واجب نہیں ہوتی۔

حنابلہ کا قول

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وإيجابها أن يقول :هي أضحية وجملة ذلك أن الذى تجب به الأضحية، وتتعين به، هو القول دون النية .وهذا منصوص الشافعي .وقال مالك، وأبو حنيفة :إذا اشترى شاة أوغيرها بنية الأضحية، صارت أضحية؛ لأنه مأمور بشراء أضحية، فإذا اشتراها بالنية وقعت عنها، كالوكيل .ولنا، أنه إزالة ملك على وجه القربة، فلا تؤثر فيه النية المقارنة للشراء ، كالعتق والوقف، ويفارق البيع، فإنه لا يمكنه جعله لموكله بعد إيقاعه، وها هنا بعد الشراء يمكنه جعلها أضحية .فأما إذا قال :هذه أضحية .صارت واجبة، كما يعتق العبد بقول سيده :هذا حر .ولو أنه قلدها أوأشعرها ينوى به جعلها أضحية، لم تصر أضحية حتى ينطق به؛ لما ذكرنا (المغنى لابن قدامة، ج ۹، ص ۴۴۶، كتاب الأضاحى)

ترجمہ: اور قربانی کا وجوب اس وقت ہوتا ہے، جب کہ اس کے قربانی ہونے کا قول کرے

(یعنی زبان سے نذر وغیرہ ماننے) پس اس کی وجہ سے قربانی واجب ہوجاتی ہے، اور متعین ہوجاتی ہے، امام شافعی سے بھی یہی منصوص ہے، اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ جب بکری وغیرہ کو قربانی کی نیت سے خریدے، تو وہ قربانی کے لیے مختص ہوجاتی ہے، کیونکہ اس کو قربانی کے طور پر خریدنے کا حکم ہے، تو جب اس نے اس نیت سے خرید لیا، تو وہ اس کی طرف سے واقع ہوگیا، جیسا کہ وکیل کا خریدنا، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ وہ قربت کے طریقہ پر ملکیت کا زائل کرنا ہے، پس اس میں وہ نیت مؤثر نہیں ہوگی، جو خریداری کے ساتھ مقارن ہو، جیسا کہ عتق اور وقف، جبکہ بیع کا حکم جدا ہے، کیونکہ اس کے واقع ہونے کے بعد اس کو مؤکل کے لیے قرار دینا ممکن نہیں، اور یہاں خریدنے کے بعد اس کو اضحیہ بنانا ممکن ہے، پس جب یہ کہا کہ یہ اضحیہ ہے، تو وہ واجب ہوجائے گی، جیسا کہ غلام کے آقا کے یہ کہنے سے غلام آزاد ہوجائے گا کہ ''یہ آزاد ہے''، اور اگر کسی نے قربانی کی نیت سے جانور کو قلادہ ڈال دیا، یا اشعار کردیا، تو وہ قربانی کے لیے مختص نہیں ہوگا، یہاں تک کہ زبان سے اس کے الفاظ ادا نہ کرے، جس کی دلیل وہی ہے، جو ہم نے ذکر کی (المغنی)

مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ شافعیہ کے ساتھ ساتھ حنابلہ کے نزدیک بھی بنیتِ قربانی جانور کو خریدنے سے، وہ جانور قربانی کے لیے مختص اور واجب نہیں ہوتا۔

مالکیہ کا قول

جہاں تک مذکورہ عبارات میں مالکیہ کی طرف قربانی کے لیے خریدے اور مختص کیے ہوئے جانور کی قربانی واجب ہونے کے قول کو منسوب کیا گیا ہے، تو یہ قول مالکیہ کی بعض کتب میں مذکور ہے، لیکن متعدد مالکیہ نے اس قول کی تردید کی ہے، اور اس کے برخلاف قربانی کی نیت سے جانور کی خریداری کرنے پر عدمِ وجوب کے قول کو معتمد و راجح قرار دیا ہے۔

اس سلسلہ میں مالکیہ کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

ابوالولید سلیمان بن خلف باجی اندلسی (المتوفی:474ہجری) فرماتے ہیں:

ولیس شراء الأضحیة لیضحی بها موجبا لکونها أضحیة ولا یتعین ذلک

Idara Ghufran

فيها على سبيل الوجوب وإنما يتعين على سبيل الوجوب بابتداء الذبح قال القاضي أبو إسحاق :وقبل فرى الأوداج لأنه قد وجد منه النية والفعل.

وقد قال القاضي أبو إسحاق وجماعة من شيوخنا :تتعين بالنية والقول باللسان وتجب بذلك كما تجب بالذبح فيكون ذلك فيها كالإشعار والتقليد في الهدى(المنتقى شرح الموطإ، ج٣،ص ٩٠، كتاب الضحايا)

ترجمہ:اورقربانی کی نیت سے جانورخریدنااس کی قربانی کوواجب اوراس جانورکووجوب کے طریقہ پرمتعین نہیں کرتا،اوروجوب کےطریقہ پرتعیین ذبح کی ابتداءکرنے سے ہوتی ہے، قاضی ابوسحاق نےفرمایاکہ ذبح کرتے وقت رگیں کاٹنے سے پہلے ہوتی ہے،کیونکہ اس وقت ہی قربانی کی نیت اورقربانی کےفعل کووجودملتا ہے۔

اورہمارے مشائخ میں سے قاضی ابواسحاق اورایک جماعت کا قول یہ ہے کہ نیت کے ذریعہ سے بھی متعین ہوجاتا ہے،اورزبان سےقول کرنے سے بھی متعین ہوجاتا ہے،اوراس سے اسی طرح واجب ہوجاتا ہے،جس طرح ذبح سے واجب ہوجاتا ہے، پس اس کا حکم اس سلسلہ میں وہی ہوگا،جوحکم ہدی میں اشعارکرنےاورقلادہ پہنانے کا ہے(المنتقیٰ)

ابوالبقاءتاج الدین بہرام بن عبداللہ بن عبدالعزیز دمیاطی مالکی(المتوفیٰ:805ہجری)فرماتے ہیں کہ:

وتجب بالنذر عَلَى المشهور، وبالذبح اتفاقاً .ولا يجزء ما تعيب قبله وصنع به ما شاء ؛ كأن ضل حتى مضى وقته أو حبسه كذلك ,إلا أن هذا آثم .ولا تجب بالنية ولو مع اللفظ أو عند الشراء على المشهور فيهما، ولا بالتَّسمية فقط على الأصح(الشامل في فقه الإمام مالك، ج١،ص ٦٤ ص،باب الأضحية)

ترجمہ: اورمشہورقول کے مطابق نذر ماننے سے (قربانی) واجب ہوجاتی ہے، اور ذبح کرنے سے بالاتفاق واجب ہوجاتی ہے، اور ذبح سے پہلے جوعیب پیدا ہوگیا،وہ کافی نہیں ہوتا،اوراس جانورکےساتھ جوچاہے کرناجائزہوتا ہے،جیساکہ اگرگم ہوگیا، یہاں تک کہ قربانی کاوقت گزرگیا،یاکہیں محبوس ہوگیا،اورقربانی کاوقت گزرگیا،تو یہی حکم ہے(کہ اس جانورکاجوچاہےکرے،خواہ غنی ہو یافقیر)اورقربانی کی نیت کرلینے سےاورخریدنے کے

وقت الفاظ ادا کر لینے سے بھی مشہور قول کے مطابق واجب نہیں ہوتی، اور اصح قول کے مطابق صرف بسم اللہ پڑھ لینے سے بھی واجب نہیں ہوتا (الشامل فی فقہ الامام مالک)

مالکیہ کی کتاب ''مختصر خلیل'' میں ہے:

(ص) وإنما تجب بالنذر والذبح (ش) يعني أن الأضحية إنما تجب بأحد شيئين إما بالنذر كما عند القاضي إسماعيل بأن يقول نذرت لله هذه الأضحية أو لله علي أن أضحي بهذه الشاة مثلا وإما بالذبح كما عند ابن رشد قال ولا تتعين عند مالك إلا بالذبح ولو عطفه بأو لكان أحسن ولا تتعين بالتسمية ولا بالشراء لكن كونها تجب بالنذر خلاف المشهور والمشهور أنها لا تجب إلا بالذبح فيما يذبح أو النحر فيما ينحر ويتعين أن تكون الواو بمعنى أو ولا يصح بقاؤها على حالها (مختصر خليل مع شرح مختصر خليل للخرشي، ج٣، ص ٤٥ و ٤٦، باب حكم الاضحية)

ترجمہ: اور قربانی واجب ہوتی ہے نذر کے ساتھ اور ذبح کے ساتھ، جس کی شرح یہ ہے کہ قربانی صرف دو چیزوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، یا تو نذر ماننے کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، جیسا کہ قاضی اسماعیل کے نزدیک، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اللہ کے لیے اس قربانی کی نذر مانی، یا اللہ کے لیے مجھ پر اس بکری کی قربانی واجب ہے، یا پھر ذبح کرنے سے واجب ہوتی ہے، جیسا کہ ابنِ رشد کے نزدیک، فرمایا کہ امام مالک کے نزدیک صرف ذبح کرنے سے ہی واجب ہوتی ہے، اور اگر ''او'' کے ساتھ عطف کرتے، تو بہتر تھا (تاکہ نذر کے ساتھ ساتھ ذبح کو بھی یہ حکم شامل ہوتا) اور بسم اللہ پڑھنے اور جانور خریدنے سے (قربانی) واجب نہیں ہوتی، البتہ نذر کے ذریعہ سے وجوب میں مشہور اختلاف ہے، اور (مالکیہ کا) مشہور مذہب یہ ہے کہ جس جانور کو ذبح کیا جاتا ہے، اس میں صرف ذبح سے، اور جس کا نحر کیا جاتا ہے، اس میں صرف نحر سے ہی قربانی واجب ہوتی ہے (نذر سے بھی واجب نہیں ہوتی) اور ''واؤ'' کا ''او'' کے معنیٰ میں ہونا متعین ہے، اور اپنے حال پر باقی رکھنا صحیح نہیں (الخرشی)

اس سے معلوم ہوا کہ متعدد مالکیہ کے نزدیک راجح ومعتمد یہ ہے کہ جانور خریدنے سے قربانی مختص یا واجب

www.idaraghufran.org

نہیں ہوتی۔ ۱؎

خلیل بن اسحاق مالکی مصری(المتوفیٰ :776ہجری) نے’’التوضیح فی شرح المختصر الفرعی‘‘ میں مالکیہ کے نزدیک قربانی کا جانور خریدنے پر قربانی کے عدمِ وجوب کو ترجیح دی ہے،اور وجوب کے قول کے معتمد ہونے کی تردید کی ہے۔

(ملاحظہ ہو:التوضیح فی شرح المختصر الفرعی لابن الحاجب،ج۳،ص ۲۵۱،کتاب الأُضحِیَّةِ)

پس شافعیہ وحنابلہ کے مذہب کے مطابق اور متعدد مالکیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ قربانی کی نیت سے جانور خریدنے سے اس کی قربانی متعین اور واجب نہیں ہوتی،جبکہ مالکیہ کا ایک قول واجب ہونے کا ہے۔

(وراجع للتفصیل: الفِقْـهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُـهُ، ج۴،ص۲۷۰۷،القسم الأول : العبادات،الباب الثامن،الفصل الأول،المبحث الأول،المطلب الثانی)

حنفیہ کا قول

جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے،تو حنفیہ کی مشہور ظاہرالروایۃ کے مطابق اگر غریب (یعنی غیر صاحبِ نصاب) شخص قربانی کی نیت سے جانور خرید لے،تو یہ بحکمِ نذر ہے،اوراس پر اِس جانور کی قربانی واجب ہوجاتی ہے،برخلاف غنی کے۔

البتہ حنفیہ کی ایک روایت کے مطابق فقیر وغیر صاحبِ نصاب کے خریدنے سے بھی واجب نہیں ہوتی،اس کو بھی بعض حضرات نے حنفیہ کی ظاہرالروایۃ قرار دیا ہے۔

جبکہ بعض حنفیہ کے بقول غنی اور فقیر دونوں کے خریدنے سے قربانی واجب ہوجاتی ہے۔ ۲؎

۱؎ (قوله كما عند القاضي إسماعيل) الظاهر أنه عند إسماعيل ليس الوجوب قاصرا على النذر كما هو ظاهر العبارة بل مثله الذبح.

(قوله لو تعيبت بعد أحد الأمرين) أي فقول المصنف إن تعيبت قبله أي قبل ما ذكر من أحد الأمرين (قوله فليس الإجزاء بالمشهور) في ک وعلى المعتمد من المذهب أنها لا تجب بالنذر فقول المؤلف وإنما يلزم به ما ندب ليس على عمومه (شرح مختصر خليل للخرشي، ج۳، ص ۴۵ و ۴۶، باب حكم الاضحية)

وتتعين الأضحية عند المالكية إما بالذبح أو بالنية قبله، على خلاف في المذهب .والمعتمد المشهور في المذهب المالكي :أن الأضحية لا تجب إلا بالذبح فقط، ولا تجب بالنذر(الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ ،ج ا ،ص۲۱۵)

۲؎ وكذلك المعسر إذا اشترى شاة ليضحي بها فلم يضح حتى مضى الوقت؛ لأن الشراء للأضحية من الفقير كالنذر بالتضحية وأما الموسر إذا اشترى شاة للأضحية فكذلك الجواب، ومن المشايخ من قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس سلسلہ میں حنفیہ کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابنِ نجیم حنفی (المتوفیٰ: 970 ہجری) فرماتے ہیں:

وهل تتعين الأضحية بالنية؟ قالوا :إن كان فقيرا وقد اشتراها بنيتها تعينت فليس له بيعها وإن كان غنيا لم تتعين .والصحيح أنها تتعين مطلقا (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِر، ص ٢٠، الفن الأول :القواعد الكلية، النوع الأول من هذه القواعد، القاعدة الأولى :لا ثواب إلا بالنية)

ترجمہ: اور کیا قربانی نیت کی وجہ سے متعین ہوجاتی ہے؟ فقہاء کا قول یہ ہے کہ اگر کوئی فقیر ہو، اور اس نے قربانی کی نیت سے اضحیہ کو خریدا ہو، تو وہ متعین ہوجاتی ہے، جس کے بعد اس کو بیچنا جائز نہیں ہوتا، اور اگر غنی ہو، تو وہ متعین نہیں ہوتی، اور صحیح قول یہ ہے کہ وہ مطلقاً متعین ہوجاتی ہے (الاشباہ)

شہاب الدین احمد بن محمد مکی حموی (المتوفیٰ ١٠٩٨ ہجری) علامہ ابنِ نجیم کی مذکورہ عبارت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

قوله :تعينت إلخ .بشرط أن يتلفظ الفقير بلسان .وأما إذا لم يتلفظ فلا تتعين .قوله :والصحيح إلخ .قيل لا يلزم إذا نوى به أن يضحى .مالم يتلفظ وقت شرائها.

لو كان المشترى غنيا لا تجب باتفاق الروايات فله بيعها وإن فقيرا، ذكر فى الشافى أنها تتعين بالنية وعند الجمهور لا .إلا أن يقول بلسانه على أن أضحى بها (غمز عيون البصائر فى شرح الأشباه والنظائر، ج ١، ص ٧٤، الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الأول من هذه القواعد، القاعدة الأولى :لا ثواب إلا بالنية)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

هذا الجواب فى المعسر؛ لأن الشاة المشتراة للأضحية من المعسر تتعين للأضحية؛ فأما من الموسر فلا تتعين بدليل أنه يجوز له التضحية بشاة أخرى فى الوقت مع بقاء الأولى وتسقط عنه الأضحية، والصحيح أنها تتعين من الموسر أيضا بلا خلاف بين أصحابنا، فإن محمدا -رحمه الله -ذكر عقيب جواب المسألة، وهذا قول أبى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله وقولنا(بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ج٥، ص ٦٨، كتاب التضحية، فصل فى أنواع كيفية الوجوب)

ترجمہ: ابنِ نجیم کا یہ قول کہ (قربانی کی نیت سے خریدنے پر) متعین ہوجاتی ہے، اخیر تک۔ اس کی شرط یہ ہے کہ فقیر اپنی زبان سے تلفظ کرے، اور اگر تلفظ نہ کرے، تو نیت سے متعین نہیں ہوتی۔ اور ابنِ نجیم کا یہ قول کہ صحیح یہ ہے (کہ مطلقاً متعین ہوجاتی ہے) اس سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ قربانی کی نیت کرنے سے لازم نہیں ہوتی، جب تک کہ خریدنے کے وقت زبان سے تلفظ نہ کرے۔

اگر خریدنے والا غنی ہو، تو تمام روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسے بیچنے جائز ہوتا ہے، اور اگر فقیر ہو، تو شافی میں یہ مذکور ہے کہ نیت کرنے سے متعین ہوجاتی ہے، اور جمہور کے نزدیک متعین نہیں ہوتی، مگر یہ کہ اپنی زبان سے یہ کہے کہ مجھ پر اس کی قربانی کرنا واجب ہے (حموی)

برہان الدین محمود بن احمد (المتوفی ۶۱۶ ہجری) فرماتے ہیں:

أجمع أصحابنا رحمهم الله :أن الشاة تصير واجبة الأضحية بالنذر بأن قال :لله على أن أضحى هذه الشاة، وأجمعوا على أنها لا تصير واجبة الأضحية بمجرد النية، بأن نوى أن يضحى هذه الشاة ولم يذكر بلسانه نيته، وهل تصير واجبة الأضحية بالشراء بنية الأضحية؛ قال :إن كان المشترى غنيا لا تصير واجبة الأضحية باتفاق الروايات كلها؛ حتى لو باعها، واشترى أخرى، والثانية شر من الأولى جاز، ولا يجب عليه شيء .

وإن كان المشترى فقيرا ذكر شيخ الإسلام خواهر زاده فى شرح كتاب الأضحية أن فى ظاهر رواية أصحابنا تصير واجبة للأضحية.

وروى الزعفرانى عن أصحابنا :أنها لا تصير واجبة وإلى هذا أشار شمس الأئمة السرخسى رحمه الله فى شرحه ، وذكر شمس الأئمة الحلوانى فى شرحه :أن فى ظاهر رواية أصحابنا لا تصير واجبة الأضحية، وذكر الطحاوى فى مختصره :أنها تصير واجبة، وأما إذا صرح بلسانه وقت الشراء أنه اشتراها ليضحى بها، فقد ذكر شمس الأئمة الحلوانى أنها تصير واجبة (المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، ج٦، ص٨٧، كتاب الأضحية،الفصل الثانى فى وجوب الأضحية بالنذر، وما هو فى معناه)

ترجمہ: ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ بکری کی قربانی نذر ماننے کی وجہ

www.idaraghufran.org

سے واجب ہوجاتی ہے، مثلاً جب زبان سے یوں کہے کہ میرے اوپر اللہ کے لیے اس بکری کی قربانی کرنا واجب ہے۔

اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ صرف نیت کرنے سے قربانی واجب نہیں ہوتی، یعنی جب یہ نیت کرے کہ اس بکری کی قربانی کرے گا، اور اپنی زبان سے نیت کا ذکر نہ کرے۔

اور کیا قربانی کی نیت سے جانور خریدنے سے وہ واجب ہوجاتی ہے؟

تو اگر خریدنے والا غنی ہو، تو تمام روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی واجب نہیں ہوتی، یہاں تک کہ اگر اسے بیچ دے، اور دوسری خرید لے، اور دوسری بکری پہلی سے ہلکی ہو، تو جائز ہے، اور اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

اور اگر خریدنے والا فقیر ہو، تو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کتاب الاضحیۃ کی شرح میں یہ ذکر کیا ہے کہ ہمارے اصحاب کی ظاہر الروایت کے مطابق قربانی واجب ہوجاتی ہے۔

اور زعفرانی نے ہمارے اصحاب سے یہ روایت کیا ہے کہ مذکورہ صورت میں قربانی واجب نہیں ہوتی، اور اسی کی طرف شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح میں اشارہ کیا ہے، اور شمس الائمہ حلوانی نے اپنی شرح میں یہ ذکر کیا ہے کہ ہمارے اصحاب کی ظاہر الروایت کے مطابق مذکورہ صورت میں (یعنی جبکہ قربانی کی نیت سے فقیر خریدے) قربانی واجب نہیں ہوتی، اور طحاوی نے اپنی مختصر میں اس کا واجب ہونا ذکر کیا ہے، البتہ اگر خریدنے کے وقت اپنی زبان سے اس بات کی تصریح کردے کہ وہ اس کو قربانی کرنے کے لیے خرید رہا ہے، تو شمس الائمہ حلوانی نے اس کا واجب ہونا ذکر کیا ہے (المحیط البرہانی)

برہان الدین محمود بن احمد رحمہ اللہ نے ''المحیط البرہانی'' کی ہی کتاب المناسک میں، امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب الاصل کی ایک عبارت سے استدلال کرتے ہوئے بعض مشائخِ حنفیہ سے نقل کیا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کی اس عبارت سے فقیر کے بنیتِ اضحیۃ بکری خرید لینے پر، اس کی قربانی لازم ہونے کا بطلان لازم آتا ہے۔ [1]

---

[1] قال فی الأصل :وإذا سرق هدى رجل فاشترى مكانها أخرى وقلدها وأوجبها، ثم وجد الأول فإن نحرها، فهو أفضل؛ لأنه أوجبها الأول على نفسه مطلقا وأوجبها الثانى بنية إسقاط الواجب، وتبين أنه ليس عليه حين وجد الأول، فالأفضل فى مثل هذا المعنى، كما إذا شرع فى صوم أو صلاة على ظن أنه عليه ثم تبين أنه ليس عليه، فإن نحر الأول وباع الآخر أجزأه، وإن نحر الآخر وباع الأول، فإن كان قيمة الآخر مثل قيمة الأول وأكثر فلا شىء عليه، وإن كان أقل يتصدق بفضل ما بينهما۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

محمد بن حسین طوری قادری (المتوفی ۱۱۳۸ہجری) نے البحر الرائق کے تکملہ میں فرمایا کہ:

ولم يذكر بلسانه شيئا فاشترى شاة بنية الأضحية إن كان المشترى غنيا لا تصير واجبة باتفاق الروايات فله أن يبيعها ويشترى غيرها، وإن كان فقيرا ذكر شيخ الإسلام خواهر زاده فى ظاهر الرواية تصير واجبة بنفس الشراء وروى الزعفرانى عن أصحابنا لا تصير واجبة وأشار إليه شمس الأئمة السرخسى فى شرحه، وإليه مال شمس الأئمة الحلوانى فى شرحه وقال: إنه ظاهر الرواية ولو صرح بلسانه -والمسألة بحالها -تصير واجبة بشراء نية الأضحية إن كان المشترى فقيرا (تكملة البحر الرائق، ج۸،ص ۱۹۹، كتاب الأضحية)

ترجمہ: اور اگر اپنی زبان سے کچھ ذکر نہیں کیا، پھر قربانی کی نیت سے بکری خریدی، تو اگر خریدار غنی ہے، تو قربانی واجب نہیں ہوگی، اس پر تمام روایات کا اتفاق ہے، لہٰذا اس کو اس بکری کا فروخت کرنا، اور دوسری بکری کا خریدنا جائز ہے، اور اگر وہ شخص فقیر تھا، تو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ظاہر الروایت کے طور پر صرف خریدنے سے واجب ہونا ذکر کیا ہے، اور زعفرانی نے ہمارے اصحاب سے واجب نہ ہونا ذکر کیا ہے، اور اسی کی طرف شمس الائمہ سرخسی نے اپنی شرح میں اشارہ کیا ہے، اور اسی کی طرف شمس الائمہ حلوانی نے اپنی شرح میں اپنا میلان ظاہر کیا ہے، اور فرمایا کہ ظاہر الروایت یہی ہے، اور اگر مذکورہ مسئلہ میں اپنی زبان سے تصریح کردی، تو پھر قربانی کی نیت سے خریدنے پر واجب ہوجائے گا، بشرطیکہ خریدار فقیر ہو (تکمۃ البحر الرائق)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال فى الأصل :عقيب هذه المسائل :وهدى المتعة والتطوع فى هذا، قالوا :وما ذكر محمد رحمه الله يبطل قول من قال بأن من الفقير إذا اشترى شاة بنية الأضحية فضلت فاشترى بأخرى، ثم وجد الأولى، أنه يلزمه أن يضحى بهما لأن الشراء بنية الأضحية بمنزلة النذر فكأنه نذر أن يضحى بالأخرى ووجه الإبطال أن محمد رحمه الله نص هنا على أن له بيع الآخر، وإن كان هذا فى التطوع فى هذا الواجب سواء .

وفى المنتقى :قال عيسى بن أبان فى نوادره :قلت لمحمد :رجل قلد بدنة تطوعا فضلت منه، ثم اشترى مكانها أخرى هى أفضل منها وقلدها وأوجبها، ثم وجد الأولى قال :إن نحر الأولى تصدق بفضل الثانية عليها، وكذلك فى الأضحية قلت :لو قلد بدنة تطوعا وأوجبها فضلت منه، ثم اشترى مكانها بدنتين كل واحدة منهما أفضل من الأولى فقلدهما جميعا، ثم وجد الأولى، قال :أحب إلى أن ينحرهن جميعا، وإن لم يفعل ينحر الأولى وإحدى هاتين، وأمسك إحداهما، والله أعلم(المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، ج۲،ص ۴۹۲، كتاب المناسك، الفصل الثامن عشر :فى التزام الهدى والبدنة وما يتصل بذلك)

www.idaraghufran.org

احسن الفتاویٰ میں ایک سوال کے تفصیلی جواب کے ضمن میں ہے کہ:

شراء الفقیر بنیۃ الاضحیۃ کے موجبِ تضحیہ ہونے میں اختلاف ہے، وجوب وعدمِ وجوب دونوں قول ہیں، اور دونوں ظاہر الروایۃ ہیں۔

والاول احوط واشھر واوفق لقاعدۃ ”الاحتیاط فی باب العبادات واجب“ والثانی اوسع وایسر واوفق لقاعدۃ ”ان النذر لاینعقد حتی یتلفظ بصیغۃ الالتزام والایجاب“

(یعنی وجوب کا قول زیادہ احتیاط والا اور زیادہ مشہور ہے، اور اس قاعدہ کے موافق ہے کہ عبادات کے باب میں احتیاط واجب ہے، اور عدمِ وجوب کا قول زیادہ وسعت اور آسانی والا ہے، اور اس قاعدہ کے موافق ہے کہ نذر اس وقت تک منعقد نہیں ہوتی، جب تک التزام اور ایجاب کے صیغہ کے ساتھ زبان سے تلفظ نہ کیا جائے)(احسن الفتاویٰ جلد۷ صفحہ۵۲۹، ۵۳۰)

خلاصہ

گزشتہ تفصیل کا خلاصہ یہ نکلا کہ حنفیہ کے ہاں غریب کے قربانی کے جانور خریدنے کی صورت میں قربانی واجب ہونے اور نہ ہونے کے دونوں اقوال ظاہر الروایت کی طرف منسوب ہیں، اگرچہ بعض حضرات نے عدمِ وجوب کے قول کو غیر ظاہر الروایت یا نادرُ الروایت سے تعبیر کیا ہے۔

اور حنفیہ کی مشہور ظاہر الروایت وجوب ہی کی ہے، لیکن عدمِ وجوب کا قول بھی بے بنیاد نہیں ہے، بلکہ وہ معتمد حنفیہ سے مروی ہونے کے ساتھ ساتھ، جمہور فقہائے کرام کے قول کے مطابق بھی ہے، لہٰذا اگر کسی کا میلان اس قول کی طرف ہو، یا کسی ضرورت کی وجہ سے، اس پر فتویٰ دیا جائے، تو وہ بھی قابلِ نکیر نہیں ہوگا، کیونکہ گزشتہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ یہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے، جس میں دونوں طرف دلائل پائے جاتے ہیں۔ فقط

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان　15/شوال/1438ھ　11/جولائی/2017ء بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

کیاآپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کھانے کےآداب(قسط1)

کھانا،انسان کی بڑی اہم ضرورت ہے،کھانے کے آداب ملاحظہ فرمائیے۔

کھانے سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)......کھانا شروع کرنے سے پہلے''بسم اللہ''پڑھنا سنت عمل،خیر وبرکت کا ذریعہ اور شیطان اور کھانے کے مضر اثرات سے حفاظت کا مؤثر نسخہ ہے۔

کھانے کے شروع میں صرف بسم اللہ کے الفاظ کہہ لینے سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔

اور اگر پوری''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''پڑھ لی جائے تو بھی حرج نہیں۔

اس لئے کم از کم مختصر الفاظ کا اہتمام کر کے شیطانی اور دوسرے مضر اثرات سے حفاظت حاصل کرنے کا فائدہ اٹھالینا چاہئے۔

آج کل کھانے سے پہلے''بسم اللہ''پڑھنے کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے شیطان اور کھانے کے مضر اثرات جسم پر اور اس کے ساتھ ہی روح پر پڑتے ہیں۔

(2)......اگر کوئی کھانے کے شروع میں''بسم اللہ''پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب بھی یاد آجائے''بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ''پڑھ لینا چاہئے۔

اس صورت میں درمیان میں''بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ''پڑھنے سے گزشتہ کی تلافی ہوتی ہے،اور باقی ماندہ کھانے کی برکات سے محرومی سے حفاظت رہتی ہے۔

(3)......اگر کسی پر غسل واجب ہو،یا عورت حیض ونفاس کی حالت میں ہو،تو بھی''بسم اللہ''پڑھنے میں حرج نہیں۔

(4)......اگر کھانے میں دوسرے لوگ بھی شریک ہوں تو کھانے کے شروع میں ذرا اونچی آواز سے

’’بسم اللہ‘‘ پڑھ لینا بہتر ہے، تاکہ دوسروں کو بھی یاددہانی ہو جائے۔

(5)...... اگر کوئی دوسرا کھانا کھاتے وقت آپ کو کھانے کے لئے بلائے اور آپ کو کھانے کی اس وقت حاجت اور تقاضا نہ ہو، یا کوئی اور عذر ہو، تو اس کے لئے برکت کی دعاء کر دیجئے مثلاً یہ کہہ دیجئے کہ’’ بَارَکَ اللّٰہُ ‘‘

(6)...... کھانا کھانے کے بعد یہ مختصر دعاء پڑھنا سنت سے ثابت ہے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں (مسلم)

اور کھانا کھانے کے بعد یہ دعاء پڑھنا بھی سنت سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ لَنَا فِیۡہِ وَأَطۡعِمۡنَا خَیۡرًا مِّنۡہُ

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اس میں برکت عطا فرمایئے، اور ہمیں اس سے بہتر کھلایئے (ترمذی)

ان دونوں میں سے جو دعاء بھی پڑھ لیں، سنت کی ادائیگی کے لئے کافی ہے۔

بعض دوسری دعائیں بھی سنت سے ثابت ہیں، ان کو بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

(7)...... اگر کسی دوسرے نے کھانا کھلایا ہو، خواہ دوسرے کے ہاں جا کر کھایا ہو یا دوسرے نے آپ کے پاس کھانے کے لئے بھیج دیا ہو، تو کھانے سے فارغ ہونے پر یہ دُعاء پڑھنا سنت ہے:

اَللّٰھُمَّ اَطۡعِمۡ مَنۡ اَطۡعَمَنِیۡ وَاسۡقِ مَنۡ سَقَانِیۡ

ترجمہ: اے اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا، آپ اسے کھلایئے، اور جس نے مجھے پلایا، آپ اسے پلایئے (مسلم)

دوسرے کا کھانا یا دعوت کھانے کے بعد، اس کے سامنے یہ دعاء پڑھنا سنت ہے:

اَکَلَ طَعَامَکُمُ الۡاَبۡرَارُ. وَصَلَّتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَلَائِکَۃُ. وَاَفۡطَرَعِنۡدَکُمُ الصَّائِمُوۡنَ

ترجمہ: (اللہ کرے کہ) تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور تمہارے لئے فرشتے رحمت کی دُعاء کریں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں (مسند احمد)

اس دعاء سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نیک لوگوں کو کھلانا پلانا یا ان کو ہدیہ کرنا زیادہ خیر و برکت کا باعث ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ　　حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط22　　مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کی کوہِ طور میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب آگ لینے کے ارادے سے اس درخت کے پاس پہنچے، تو وہاں پر آپ کو وادی کے کنارے سے، جس کو قرآن نے بقعۂ مبارکہ یعنی مقدس وبابرکت مقام کہا ہے، اس مبارک جگہ سے انہیں ندا آئی (انہیں نام لے کر پکارا جارہا ہے) اور یہ آواز ایک درخت سے نکلتی معلوم ہورہی تھی، اے موسیٰ! میں اللہ ہوں پروردگار سارے جہانوں کا۔

چنانچہ سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَمَّآ اَتَاھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ(سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۳۰)

یعنی ’’پھر جب وہ آئے اُس کے پاس (تو) آواز دی گئی، وادی کے دائیں کنارے سے بابرکت جگہ میں ایک درخت میں سے کہ اے موسیٰ بے شک میں اللہ ہوں سب جہانوں کا رب‘‘

یعنی یہاں پر آگ وغیرہ کوئی نہیں، جیسا کہ حضرت موسیٰ نے سمجھا تھا بلکہ یہ اللہ رب العالمین کے نور بے کیف کی تجلی کا ایک مظہر تھا، جو آپ کو نظر آیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان واظہار سے پہلے اس مقام کی عظمت شان کے بارے میں تین باتوں کا ذکر فرمایا گیا، اولؔ یہ کہ یہ آواز وادی مبارک کی طرف سے آئی، دومؔ یہ کہ یہ وادی ایک مبارک خطے میں واقع تھی ،اور سومؔ یہ کہ یہ آواز ایک خاص درخت سے آئی۔

ان تینوں باتوں کے ذکر و بیان سے واضح فرمادیا گیا کہ حضرت موسیٰ کو یہ آواز فضائے لامتناہی کے اندر کسی مبہم اور بے جہت آواز کی صورت میں نہیں سنائی دی، بلکہ یہ آواز حضرت موسیٰ کو جہت ومقام کے تعین کے ساتھ ایک مبارک وادی، مبارک خطے اور مبارک درخت سے سنائی دی۔

اور کسی وادی یا خطے یا درخت کا مبارک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے نور وظہور کیلئے منتخب فرمایا ہے، اور اس کے منتخب فرمانے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ایسا مقام اس کے قدوسیوں کی جلوہ گاہ اور ہر قسم کی شیطانی دراندازی سے پاک ومحفوظ ہو۔

پس ایسے ممتاز ومقدس اور برکتوں بھرے مقام سے حضرت موسیٰ کو یہ مقدس اور پاکیزہ آواز سنائی دی۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جو پہلی آواز سنائی دی گئی، وہ یہ تھی کہ:

اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ.

اور سورہ طٰہٰ میں اس کو اس طرح تعبیر کیا گیا کہ:

إِنِّي أَنَا رَبُّکَ. ''بے شک میں تمہارا رب ہوں''

اور سورہ نمل میں اس طرح فرمایا گیا کہ:

يَامُوسَى إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ . ''اے موسیٰ! بے شک میں اللہ، عزیز، حکیم ہوں''

مطلب یہ ہے کہ آپ کو مخاطب کرنے اور آپ سے ہم کلام ہونے والی ذات اللہ رب العالمین کی ہے، جو ایسی ذات ہے، جو چاہے کرتی ہے، اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور نہ ہی اس کے اس کے سوا کوئی رب ہے، میری ذات، میری صفات، میرے افعال میرے اقوال میں میرا کوئی شریک ساجھی ساتھی نہیں، میں ہر طرح پاک اور نقصان سے دور ہوں۔ [1]

ان سب الفاظ کا مقصد ایک ہے، بعض مفسرین کے نزدیک یہ روایت بالمعنیٰ ہے، یعنی الفاظ مختلف ومتعدد ہیں، لیکن ان کے معنیٰ ایک ہیں، جو تمام الفاظ سے ادا ہو رہے ہیں، اور بعض حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر تو اپنی تمام صفات بیان فرمائی تھیں، لیکن قرآن مجید میں جب ان کا ذکر کیا گیا، تو تھوڑا تھوڑا کر کے مختلف مقامات پر مختصر طور پر کیا۔ [2]

(جاری ہے............)

---

[1] وقوله تعالى: أن يا موسى إنى أنا الله رب العالمين أى الذى يخاطبک ويكلمک هو رب العالمين الفعال لما يشاء لا إله غيره ولا رب سواه، تعالى وتقدس وتنزه عن مماثلة المخلوقات فى ذاته وصفاته وأقواله وأفعاله سبحانه(تفسير ابنِ كثير، ج٦ص ٢١١، سورة القصص)

[2] أنا الله رب العالمين وقال فى طه انى انا ربک وفى النمل انه انا الله العزيز الحكيم والمقصود واحد فهو اما رواية بالمعنى او ذكر الله سبحانه في المحكي بالصفات المذكورة كلها واقتصر فى الحكاية على بعضها كما اقتصر على بعض ما تكلم به فى كل موضع فانه ذكر فى طه فاخلع نعليک إنک بالواد المقدس طوى إلخ وما تلك بيمينك يا موسى وقال فى النمل بورک من فى النار ومن حولها وسبحان إلخ(التفسير المظهرى، ج٧ص ١٦٢، سورة القصص)

www.idaraghufran.org

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

انگور (قسط1)

انگور مشہور پھل ہے، اسے عربی زبان میں عِنَبْ اور انگریزی زبان میں گریپ (Grape) کہا جاتا ہے۔
عام زبان میں چھوٹے انگور کو جس میں بیج یا دانہ نہیں ہوتا، اسے انگور بے دانہ کہتے ہیں، یہی جب خشک ہو جاتا ہے، تو اس کو کشمش کہا جاتا ہے، اور بڑا انگور خشک ہونے پر عربی میں زبیب اور مویز اور عام بول چال میں منقیٰ کے نام سے مشہور ہے۔
قرآن مجید میں کئی مقامات پر انگوروں کے باغات کا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے طور پر ذکر ہوا ہے (سورہ انعام، آیت نمبر۹۹، سورہ رعد، آیت نمبر۴، سورہ کہف، آیت نمبر۳۲، سورہ عبس، آیت نمبر۲۸)
اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کیلئے مختلف اقسام کی اجناس، سبزیاں، ترکاریاں اور دیگر مختلف قسم کی کھانے پینے کی نعمتیں پیدا کی ہیں وہاں مختلف قسم کے موسمی پھل بھی ایسے پیدا فرمائے ہیں جو تاثیر، قوت فراہم کرنے، لطافت اور ذائقہ ولذت کے اعتبار سے بہترین کیفیات وتاثرات سے بھرے ہوئے ہیں۔
قدرت نے ان پھلوں میں حیاتیاتی جوہر اور شفا بخشی کے کمالات سمو دیئے ہیں کہ انسانی عقل اس پر حیران رہ جاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ طبی نقطۂ نظر سے اکثر و بیشتر پھلوں میں بدن کی پرورش اور طاقت بخشی کے ایسے ایسے حیران کن جوہر پوشیدہ ہیں کہ ان کے سامنے بیشتر دوائیں بھی محض رسمی اور عمومی ہو کر رہ جاتی ہیں، ایسی ہی نعمتوں میں ایک نعمت انگور ہے جو انتہائی لذیذ اور بے مثال قوت بخش پھل ہے، اسے صحت وتوانائی اور فرحت وانبساط فراہم کرنے کے لحاظ سے ایک اچھوتا اور پرکشش پھل تصور کیا جاتا ہے۔
انگور ایک پودے اور اسکے پھل کا نام ہے، یہ پودا بیل کی صورت میں اگتا ہے اور اسکا پھل گچھوں میں اگتا ہے، اسے باغوں کے علاوہ گھروں میں بیلوں پر بھی اگایا جا سکتا ہے۔
ایک گھچے میں 6 سے لے کر 300 انگور کے دانے اُگ سکتے ہیں۔ انھیں اس حالت میں بھی کھایا جا سکتا ہے، یا پھر اس سے جام، جوس، جیلی، سرکہ اور انگور کے بیجوں کا تیل بھی بنایا جا سکتا ہے، انگور جب سوکھ جاتے ہیں تو ان سے کشمش بھی بنائی جاتی ہے۔

www.idaraghufran.org

انگور بنیادی طور پر یورپ اور بحیرہ روم کے خطے کا پھل ہے، اور اس کی تین نسلیں ہیں، جن میں اول یورپی، دوئم شمالی امریکی اور سوئم فرانسیسی ہائبرڈ قسم ہے، لیکن اب دنیا میں یہ ہر جگہ پایا جاتا ہے، خاص طور پر بلوچستان، خیبر پختون خواہ، کشمیر، اور قندھار، کا انگور عمدہ شمار ہوتا ہے، چمن کا انگور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے خوش رنگ، شیریں اور لذیز ہوتا ہے، انگور کو پھلوں کی ملکہ بھی کہا جاتا ہے۔

اقسام، رنگت وذائقہ

انگور کی رنگت، ذائقہ اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کئی قسمیں ہیں، جو رنگ، حجم، وزن اور تاثیر کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے، رنگت کے اعتبار سے سبز، سیاہ، سرخ یا کالا اور زرد ہوتا ہے۔

ذائقہ کے لحاظ سے بھی بہت میٹھا، کم میٹھا اور ترش ہوتا ہے، کچا انگور سبز، سخت اور ترش ہوتا ہے جبکہ پکا ہوا شیریں ہوتا ہے، وزن کے لحاظ سے بھی ایک چھوٹا انگور ہوتا ہے، اور اور ایک بڑا، جب ان کو خشک کرلیا جاتا ہے، تو چھوٹے کو کشمش، اور بڑے کو منقیٰ کہا جاتا ہے، خشک ہونے پر یہ کئی سال تک خراب نہیں ہوتا۔

جس انگور میں بیج نہ ہوں، اور وہ میٹھا بھی ہو، تو اسے زیادہ پسند کیا جاتا ہے، انگور کو کچا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خام اور کچے انگور میں وہ غذائیت، شیرینی اور قوت نہیں ہوتی جو پکے ہوئے انگور میں ہوتی ہے، بعض حکماء کے نزدیک جو خواص تازہ انگور میں پائے جاتے ہیں وہی کشمش اور مویز منقیٰ میں بھی پائے جاتے ہیں، اگر تازہ انگور دستیاب نہ ہوں تو کشمش استعمال کی جاسکتی ہے جو بہت حد تک انگور کا نعم البدل ہے۔

زمانۂ قدیم سے اس سے سرکہ اور اس کی شیرینی سے گلوکوز تیار کیا جاتا ہے۔

مزاج

پختہ و تازہ انگور گرم اور تر، جبکہ کچا و خام سرد اور خشک ہوتا ہے، اور کشمش اور منقیٰ گرم اور تر مزاج کا حامل ہوتا ہے، انگور دوا بھی ہے اور غذا بھی۔ اس لیے اس کو کھانے میں مکمل احتیاط کی جائے، پکا ہوا شیریں انگور قبض کُشا ہوتا ہے، زیادہ کھانے سے اسہال لاتا ہے، ترش انگور سے پرہیز کیا جائے اور تازہ اور اچھے انگور کھائے جائیں تو یقیناً صحت اچھی رہے گی۔

سائنسی تحقیقات کے مطابق انگور کے خواص

ماہرین کے مطابق انگوروں میں ایک مادہ رزویراٹرول Resveratrol پایا جاتا ہے جو کہ پولی فینولک فائیٹو کیمیکل پر مشتمل ہوتا ہے۔رزویراٹرول ایک انتہائی طاقتور انٹی آکسیڈنٹ ہے جو کہ بڑی آنت اور غدودوں کے کینسر، دل کی بیماریوں ، اعصابی بیماریوں ، الزائمر اور وائرل و فنگل انفیکشن کے خلاف بہت مفید ہوتا ہے۔

رزویراٹرول خون کی نالیوں میں مالیکیولر میکنزم میں تبدیلی لاکر فالج کے خطرے کو بھی کم کرتا ہے۔ یہ اس طرح سے کام کرتا ہے کہ پہلے خون کے دباؤ کے باعث نالیوں کو ہونے والے نقصان کو کم کرتا ہے اور اس کے بعد نائیٹرک ایسڈ کی پیدوار کو بڑھا کر خون کی نالیوں کو نرم کرتا ہے اور یوں دونوں صورتوں میں بڑھتے ہوئے بلڈ پریشر کو کنٹرول کرتا ہے۔ پولی فینولک انٹی آکسیڈنٹ کی ایک اور قسم انتھوسائنز سرخ انگور میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ یہ فائٹو کیمیکلز کی ایک قسم ہے جو انٹی الرجی، انٹی ورم، انٹی مائیکروبائل اور انٹی کینسر ہے یعنی یہ ان تمام طبی مسائل کے خدشے کو کم کرنے میں معاون ہے۔

اسی طرح ایک اور انٹی آکسیڈنٹ بھی سفید اور سبز انگور میں بکثرت ہوتا ہے اور یہ بھی صحت کے تحفظ کے لیے کئی قسم کے کردار ادا کرتا ہے۔اس کے علاوہ انگور میں کیلوریز بہت کم ہوتی ہیں یعنی سو گرام تازہ انگور میں صرف 69 کیلوریز ہوتی ہیں جبکہ کولیسٹرول کا تناسب صفر ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ انگور میں دیگر معدن جیسے فولاد، کاپر اور مینگنیز بھی بکثرت ہوتا ہے۔کاپر اور مینگنیز جسم میں خون کی کمی کو دور کرنے میں معاون ہوتے ہیں جبکہ فولاد انگور میں اس وقت اور بھی بڑھ جاتا ہے جبکہ اس کی کشمش بنائی جاتی ہے۔اس طرح سو گرام تازہ انگور میں لگ بھگ ایک سو اکیانوے ملی گرام الیکٹرولائٹ پوٹاشیم ہوتی ہے جو صحت کے لیے بہت مفید معدن ہے۔

غرضیکہ انگور میں بہت سے مفید غذائی اجزاء مثلاً پروٹین، کاربوہائیڈریٹس، وٹامن اے، وٹامن سی، وٹامن ای اور وٹامن کے، بی کمپلیکس اور کیروٹینز کے علاوہ کیلشیم، سوڈیم، فائبر، کاپر، میگنیشیم، زنک اور آئرن، اور مختلف اقسام کے انٹی آکسیڈنٹ، پائری ڈوکسنز، رائبوفلاون اور تھایامن کا بھی بہت اچھا ذریعہ ہے، جو انسانی صحت کیلئے بہت مفید ہوتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

☐......4/ 11/ 18/ 25/ ذیقعدہ، متعلقہ مساجد میں جمعہ کے وعظ ومسائل کی نشستیں حسبِ معمول ہوئیں۔

☐......28/ شوال/ 6/ 13/ 20/ ذیقعدہ، اتوار ہفتہ وار اصلاحی نشستیں ہوئیں۔

☐......27/ شوال/ ہفتہ، رفاہ یونیورسٹی فیصل آباد کے شعبہ علومِ اسلامیہ کے سربراہ جناب پروفیسر قاری محمد طاہر صاحب زید فضلہٗ دارالافتاء میں تشریف لائے، مدیر صاحب اور دارالافتاء کے دیگر رفقاء کے ساتھ علمی مجلس رہی، مختلف اموراور موضوعات پر مدیر صاحب ودیگر احباب کی آپ کے ساتھ گفتگو رہی۔

☐......25/ شوال/ جمعرات، دن دس تا بارہ بجے دارالافتاء میں فقہی مجلس منعقد ہوئی، تمام رفقائے دارالافتاء شریکِ مجلس تھے، علمی وفقہی رسائل جلد دوم وسوم کے مجوّز رسائل کو حتمی طور پر طے کیا گیا، کئی مسائل پر مدیر صاحب نے گفتگو کی، اوراپنا نقطۂ نظر واضح کیا۔ واضح رہے کہ علمی وتحقیقی رسائل کی متعدد جلدوں کی تالیف کا کام جاری ہے۔

☐......21/ ذیقعدہ/ 14 اگست یومِ استقلالِ پاکستان کے حوالے سے مسجد ادارہ غفران میں بعد عصر ملک کی سلامتی، ترقی وخوشحالی اور اصلاحِ احوال کے لیے دعا ہوئی، ادارہ کی چھت پر قومی پرچم لہرایا گیا۔

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/ جولائی/ 2017ء/ 26/ شوال المکرّم/ 1438ھ: پاکستان: پنجاب بھر کی دیہی یونین کونسلوں کو باختیار بنانے کا نوٹیفکیشن جاری ☚ پاک فوج کا آخریشن خیبر فور، 90 کلومیٹر کا علاقہ کلیئر کروالیا 22/ جولائی: پاکستان: ڈائریکٹوریٹ جنرل انٹیلی جنس اینڈ انویسٹی گیشن ان لینڈ ریونیو نے بھاری مشکوک بینک ٹرانزیکشن کرنے والے مبینہ طور پر منی لانڈرنگ میں ملوث 200افراد کے خلاف تحقیقات شروع کر دیں۔ 23/ جولائی: پاکستان: آپریشن خیبر 4 کا پہلا مرحلہ کامیابی سے مکمل، پاک فوج نے بلند ترین چوٹی پر سبز ہلالی پرچم لہرادیا 24/ جولائی: پاکستان: حج آپریشن شروع، پہلی پرواز آج سعودیہ عرب روانہ ہوگی 25/ جولائی: پاکستان: لاہور، فیروز پور روڈ، سبزی منڈی میں خودکش دھماکہ، 9اہلکاروں سمیت 26افراد جاں بحق 26/ جولائی: پاکستان: فیول ایڈجسٹمنٹ: بجلی 2.23روپے سستی کرنے کی منظوری 27/ جولائی: پاکستان: پنجاب ٹورازم فار اکنامک گروتھ سمیت 133ارب کے 7منصوبے منظور 28/ جولائی: پاکستان: بھارت سے رہا ہونے والے 9پاکستانی واہگہ بارڈر پر سجدہ ریز، رینجرز کے حوالے، 5 کا تعلق سندھ، 3 پنجاب اور ایک کا خیبر پختونخوا سے ہے ☚ افغانستان سے بازیاب 2پاکستانی سفارتکار اسلام آباد پہنچ گئے 29/ جولائی: پاکستان: دبئی تنخواہ چھپانے پر وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف نااہل، نیب کو نواز شریف، مریم، حسن، حسین، صفدر، ڈار کے خلاف 6 ہفتے میں ریفرنس دائر کرنے اور عدالت کو 6ماہ میں فیصلے کا حکم، سپریم کورٹ کا جج نگرانی کرے گا، پانچوں ججوں کا متفقہ فیصلہ، کاغذاتِ نامزدگی میں اثاثوں کے متعلق غلط بیانِ حلفی جمع کرایا، عوامی نمائندگی ایکٹ اور آئین کے آرٹیکل 62 کے تحت ایماندار نہیں رہے، جمہوری عمل جاری رکھنے کے لیے صدر اقدامات کریں، سپریم کورٹ 30/ جولائی: پاکستان: سابق وزیرِ اعظم نواز شریف کی نااہلی کے بعد NA-120 پر ضمنی انتخابات ستمبر کے دوسرے ہفتے متوقع، شیڈول اگلے ہفتے جاری ہوگا، ضمنی انتخاب 60روز میں کرانے کے پابند ہیں۔ الیکشن کمیشن ☚ پی ٹی آئی نے یاسمین راشد کو دوبارہ امیدوار نامزد کردیا 31/ جولائی: پاکستان: پی آئی نے 4ایئر بس لیز پر لینے کا معاہدہ کرلیا، ایک مل گیا، 3 جلد بیڑے میں شامل ہوں گے ☚ برلن، جنوبی جرمن: نائٹ کلب میں فائرنگ، حملہ آور سمیت 2افراد ہلاک یکم/ اگست: پاکستان: پٹرولیم مصنوعات کی موجودہ قیمتیں برقرار رکھنے کا فیصلہ 2/ اگست: پاکستان: شاہد خاقان عباسی وزیرِ اعظم منتخب، حلف اٹھالیا، شاہد خاقان ملک کے 28ویں وزیرِ اعظم ☚ سابق وزیرِ اعظم کی نااہلی کے بعد کرپشن میں ملوث 1300 سیاستدانوں اور افسران کی فہرست تیار، بیرون ملک کاروبار اور بینک اکاؤنٹ رکھنے والے افراد شامل، ثبوت جمع کرنے کے بعد ایکشن لیا جائے گا 3/ اگست: سعودی عرب: تیسری بار حج پر جانے والوں سے 200ہزار ریال کی وصولی، سعودی حکام نے نئے قانون پر عملدرآمد شروع کردیا، پہلی بار حج

کرنے والے مستثنٰی قرار ✍ 4/اگست: پاکستان: سابق سیکرٹری خزانہ بلوچستان مشتاق رئیسانی کے کروڑوں کے اثاثے منجمد، اثاثے قریبی رشتہ داروں کے نام پر بنائے گئے تھے، کوئٹہ اور کراچی کی جائیدادیں بھی ضبط، نیب کی جانب سے منجمد کیے گئے اثاثوں میں بنگلے اور گاڑیاں شامل، 75 کروڑ کی نقد رقم بھی برآمد ہوئی تھی ✍ 5/اگست: پاکستان: ایوانِ صدر میں تقریب حلف برداری، 47رکنی نئی کابینہ میں شامل 28وزراء 16وزرائے مملکت نے حلف اٹھالیا، وزراء اور وفاقی سیکرٹریوں کے بغیر اجازت بیرون ملک جانے پر پابندی عاید ✍ 6/اگست: پاکستان: عالمی کیبل نظام میں خرابی، ملک بھر میں انٹرنیٹ متاثر، بھارت تا فرانس جانے والی کیبل میں جدہ کے قریب بڑی تکنیکی خرابی پیدا ہوگئی، جلد بحالی کے اقدامات شروع ✍ 7/اگست: پاکستان: نیو گوادر ایئرپورٹ کے رن وے کا کام 75 فیصد مکمل، اس ہوائی اڈے پر 30 ہزار ٹن سالانہ کارگو کرنے کی سہولت ہوگی ☚ سیکورٹی خدشات، سی سی ٹی وی کیمروں کی فروخت بڑھ گئی، گھروں، دفاتر، دکانوں اور بڑے بڑے شاپنگ مالز میں کیمرے نصب کیے جارہے ہیں ✍ 8/اگست: پاکستان: پاکستان نے ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق نیا معاہدہ مسترد کردیا، 2017ء کا معاہدہ بنیادی شرائط پر پورا نہیں اترتا، اسی وجہ سے نہ حمایت کی اور نہ مذاکرات کا حصہ بنے، دفترِ خارجہ ✍ 9/اگست: پاکستان: انٹرنیٹ سروس معطل ہونے سے پاکستان کو ایک ارب کا نقصان ✍ 10/اگست: پاکستان: اپر دیر میں آپریشن کے دوران خودکش دھماکہ، میجر سمیت 4 فوجی جوان شہید ✍ 11/اگست: پاکستان: دسمبر تک بجلی کی پیداوار 20 ہزار 988 میگاواٹ تک پہنچ جائے گی، حکومت نے قومی اسمبلی کو آگاہ کردیا ✍ 12/اگست: پاکستان: مضاربہ سکینڈل کیس، 7 ملزمان کو قید اور جرمانے کی سزا، 10 سال کے لیے عوامی عہدوں اور کسی بھی بینک سے لین دین کے لیے نااہل ☚ این اے 120 یاسمین راشد بمقابلہ کلثوم نواز، کاغذاتِ نامزدگی جمع ☚ ینگ ڈاکٹرز ہڑتال، ڈاکٹروں نے بے حسی کی انتہا کردی، فیصل آباد میں 9 مریض جاں بحق، ہڑتال بدستور جاری رکھنے کا اعلان ✍ 13/اگست: پاکستان: پنجاب پولیس کے منجمند رسک الاؤنس بحال نوٹیفکیشن جاری، اطلاق جولائی 2017 سے ہوگا ✍ 14/اگست: پاکستان: پاکستانی وزیرِ اعظم شاہد خاقان سے چینی نائب وزیرِ اعظم کی ملاقات، تعاون بڑھانے پر اتفاق ✍ 15/اگست: پاکستان: پاکستان زندہ باد، پاکستان کے 70ویں یومِ آزادی پر ملک بھر میں جشنِ آزادی، صوبائی دارالحکومتوں، گلگت، بلتستان، آزاد کشمیر سمیت پاکستانی سفارتخانوں اور اقوامِ متحدہ میں بھی پروقار تقریبات، گوگل نے اپنا ڈوڈل بھی پرچم کے رنگ میں رنگ دیا، پاکستانی یومِ آزادی پر مقبوضہ کشمیر میں جشن، سبز ہلالی پرچموں کی بہار ☚ بلوچستان میں یومِ آزادی پر فورسز پر حملے، 7 اہلکار شہید ✍ 16/اگست: پاکستان: نااہلی کیس، سابق وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف نے سپریم کورٹ میں نظرِ ثانی کی اپیل کردی، حتمی فیصلے تک حکم امتناع دینے کی استدعا ☚ وفاقی کابینہ نے کراچی، حیدرآباد کے ترقیاتی پیکج کی منظوری دے دی، نگرانی گورنر سندھ کریں گے ✍ 17/اگست: پاکستان: دورانِ سروس انتقال پر ملازمین کے پیکج میں اضافہ کا نوٹیفکیشن، بناولنٹ فنڈ سے بیوہ کو ملنے والی ماہانہ

گرانٹ میں بھی 50 فیصد اضافہ ☜ 18 / اگست : پاکستان: سردار یعقوب ناصرن لیگ کے قائم مقام صدر منتخب ☜ سعودی عرب: حج کے بعد مسجد الحرام کی ایک بار پھر توسیع کا منصوبہ، بین الاقوامی گروپ ہی کام کرے گا، ساڑھے 26 ارب ڈالر کی لاگت آئے گی، 2 سال پہلے کرین گرنے کے واقعے کے بعد توسیع کا کام روکا گیا تھا ☜ 19 / اگست : پاکستان: ریلوے اور موبائل فون کمپنی کے درمیان ٹکٹوں کی بکنگ کا معاہدہ طے، وزیرِ ریلوے نے معاہدے کی منظوری دی، صارفین موبائل سے ٹکٹیں بک کرواسکیں گے ☜ 20 / اگست : پاکستان: ڈاکٹر رتھ فاؤ، سرکاری اعزاز کے ساتھ سپردِ خاک، صدر، آرمی چیف، آخری رسومات میں شریک۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو

عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی

ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات

حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی رحمہ اللہ کے دلچسپ سفرنامے

پیشِ لفظ: مولانا عبدالقیوم حقانی مرتب: مولانا نوراللہ فارانی

افادات وملفوظاتِ عزیزیہ

(حضرت اقدس شاہ عبدالعزیز صاحب دُعاجو قدس اللہ سرہٗ)

انتخاب وتالیف: عتیق الرحمٰن

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ، کے پی کے۔

0346-4010613------0301-3019928

ترتیب وپیشکش مولانا طارق محمود

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 14 (1438ھ) کی اجمالی فہرست

﴿اداریہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ہندوستان کی انتہاء پسند حکومت کا رویہ	مفتی محمد رضوان	شمارہ 1 ص 3
دوسروں میں کیڑے نہ نکالیں	// //	شمارہ 2 ص 3
بدامنی پھیلانے والوں کا تعاون نہ کیجیے	// //	شمارہ 3 ص 3
برداشت پیدا کرنے کی ضرورت	// //	شمارہ 4 ص 3
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا سانحۂ ارتحال	// //	شمارہ 5 ص 3
وطنِ عزیز میں ایک بار پھر دھماکوں کی لہر	// //	شمارہ 6 ص 3
بسیار خوری	// //	شمارہ 7 ص 3
تعصب اور اس کے نتائج	// //	شمارہ 8 ص 3
رمضان، عبادت اور تجارت	// //	شمارہ 9 ص 3
عید کی اصل مبارک باد کا مستحق	// //	شمارہ 10 ص 3
''مالِ مفت دلِ بے رحم'' کا خمیازہ	// //	شمارہ 11 ص 3
میاں محمد نواز شریف صاحب کی نااہلی کا عدالتی فیصلہ	// //	شمارہ 12 ص 3

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق (سورہ بقرہ: قسط 144)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 1 ص 5
طلاق، دومرتبہ ہے، پھر اس کے بعد (سورہ بقرہ: قسط 145)	// //	شمارہ 2 ص 5

میاں بیوی کے درمیان خلع کا حکم (سورہ بقرہ: قسط146)	مفتی محمد رضوان	شمارہ3 ص5
تین طلاق کے بعد حلالہ کا حکم (سورہ بقرہ: قسط147)	// //	شمارہ4 ص5
طلاق کے بعد رجوع کرنے یا چھوڑنے کا حکم (سورہ بقرہ: قسط148)	// //	شمارہ5 ص5
عورتوں کو نکاحِ ثانی سے روکنے کی ممانعت (سورہ بقرہ: قسط149)	// //	شمارہ6 ص5
بچہ کو دودھ پلانے کے احکام (سورہ بقرہ: قسط150)	// //	شمارہ7 ص4
بیوہ عورت کی عدت کے احکام (سورہ بقرہ: قسط151)	// //	شمارہ8 ص6
صحبت سے پہلے طلاق کی صورت میں متعہ یا مہر کا حکم (سورہ بقرہ: قسط152)	// //	شمارہ9 ص6
حفاظتِ نماز وصلاۃِ وسطیٰ اور قنوت کے ساتھ قیام (سورہ بقرہ: قسط153)	// //	شمارہ10 ص4
صلاۃُ الخوف یا نمازِ خوف (سورہ بقرہ: قسط154)	// //	شمارہ11 ص6
بیوہ کی عدت اور مطلقہ کے لیے متاع کا حکم (سورہ بقرہ: قسط155)	// //	شمارہ12 ص6

درسِ حدیث

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
لمبی زندگی اور مال کی حرص	مفتی محمد رضوان	شمارہ1 ص14
پانچ چیزوں کا یقینی علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں	// //	شمارہ2 ص13
انسان کا اپنی موت واقع ہونے والی جگہ پہنچ جانا	// //	شمارہ3 ص14
انسان کا پیدا کی جانے والی مٹی میں دفن کیا جانا	// //	شمارہ4 ص19
موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم	// //	شمارہ5 ص15
نینداور موت میں مشابہت	// //	شمارہ6 ص12
مقررہ رزق حاصل کیے بغیر موت کی آمد ممکن نہیں	// //	شمارہ7 ص17
دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت	// //	شمارہ8 ص16
بروزِ قیامت عمر وغیرہ خرچ کرنے کے متعلق سوال	// //	شمارہ9 ص12
موت کی تمنا کرنا (قسط1)	// //	شمارہ10 ص22

موت کی تمنا کرنا (دوسری وآخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ11ص15
لمبی عمر اور اچھے اعمال واخلاق والوں کی فضیلت	؍؍ ؍؍	شمارہ12ص13

﴿مقالات ومضامین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص16
اہلِ جنت اور کافور وسلسبیل کی نہریں (حصہ دوم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ1ص23
محرم اور یومِ عاشور	قاری جمیل احمد	شمارہ1ص28
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ2ص23
اہلِ جنت اور کافور وسلسبیل کی نہریں (حصہ سوم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ2ص26
لفظ برکت کی حقیقت	قاری جمیل احمد	شمارہ2ص31
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ3ص17
اہلِ جنت اور کافور وسلسبیل کی نہریں (حصہ چہارم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ3ص23
دس محرم سے متعلق بعض روایات کی حیثیت (قسط1)	مولانا محمد ریحان	شمارہ3ص26
تحمل وبرداشت	قاری جمیل احمد	شمارہ3ص32
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ4ص23
اجتماعیت کا فقدان اور متبادل انتظام	؍؍ ؍؍	شمارہ4ص26
معرکہ روح وبدن اور جنت کی گزرگاہیں	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ4ص35
دس محرم سے متعلق بعض روایات کی حیثیت (دوسری وآخری قسط)	مولانا محمد ریحان	شمارہ4ص43
اولاد باعثِ شفاعت	قاری جمیل احمد	شمارہ4ص48
ملفوظات	مفتی محمد رضوان	شمارہ5ص28
اہلِ جنت اور رب کا دیدار	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ5ص30
فوت شدہ بچے، مومن کی بخشش کا توشہ	قاری جمیل احمد	شمارہ5ص39

حضرت تھانوی وسید سلیمان ندوی کی مکاتبت اور فقہِ ولی اللّٰہی	مفتی محمد رضوان	شمارہ 6 ص 18
مباحث روح وبدن	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 6 ص 31
بچوں کی تعلیم وتربیت	قاری جمیل احمد	شمارہ 6 ص 39
تعمیرِ پاکستان سکول کے پانچویں سال کی کارگزاری	مولانا محمد الطاف	شمارہ 6 ص 43
دارُالعلوم دیوبند کی فقہی واجتہادی فکر	مفتی محمد رضوان	شمارہ 7 ص 28
مباحث روح وبدن (حصہ دوم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 7 ص 41
حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (قسط 1)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 8 ص 20
جماعت تبلیغ میں چالیس دن (قسط 1)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ 8 ص 25
مباحث روح وبدن (حصہ سوم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 8 ص 30
نقدی خطاؤں کی میں شاہا! لے کے آیا ہوں	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 8 ص 33
پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 1)	;; ;;	شمارہ 8 ص 34
گالی گلوچ زبان کا ایک بڑا گناہ	مفتی محمد ناصر	شمارہ 8 ص 40
حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (قسط 2)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 9 ص 15
جماعت تبلیغ میں چالیس دن (دوسری وآخری قسط)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ 9 ص 21
مباحث روح وبدن (حصہ چہارم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 9 ص 28
پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 2)	;; ;;	شمارہ 9 ص 31
حضرت شاہ ولی اللہ کا فقہی واجتہادی منہج (تیسری وآخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 10 ص 28
مباحث روح وبدن (حصہ پنجم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 10 ص 37
پھر پیش نظر گنبد خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 3)	;; ;;	شمارہ 10 ص 41
شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط 1)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 11 ص 20
ایک تحریر اور اس کا جواب	;; ;;	شمارہ 11 ص 26
مباحث روح وبدن (حصہ ششم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 11 ص 39

www.idaraghufran.org

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ ہے حرم ہے (قسط 4) 41	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 11 ص 41
شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط 2)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 12 ص 18
مباحث روح وبدن (حصہ ہفتم)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ 12 ص 22
پھر پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ ہے حرم ہے (قسط ۵)	// //	شمارہ 12 ص 27

تاریخی معلومات

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ رمضان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	شمارہ 1 ص 30
ماہِ شوال: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 2 ص 32
ماہِ ذوالقعدۃ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 3 ص 34
ماہِ ذوالحجہ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 4 ص 50
ماہِ محرم: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 5 ص 42
ماہِ صفر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 6 ص 45
ماہِ ربیع الاول: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 7 ص 44
ماہِ ربیع الآخر: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 8 ص 45
ماہِ جمادی الاولیٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 9 ص 37
ماہِ جمادی الاخریٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 10 ص 43
ماہِ رجب: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 11 ص 43
ماہِ شعبان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ 12 ص 30

علم کے مینار

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
امام صاحب کا حلقۂ درس وتدریس (حصہ دوم)	مولانا غلام بلال	شمارہ 1 ص 32
ابوحنیفہ، سخاوت کا پیکر	// //	شمارہ 2 ص 34

ابوحنیفہ،حلقۂ درس کی خصوصیات	مولانا غلام بلال	شمارہ3ص36
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علمی ومعاشی مشاغل	// //	شمارہ4ص52
عبادت وریاضت میں امام ابوحنیفہ کا مقام (حصہ اول)	// //	شمارہ5ص44
عبادت وریاضت میں امام ابوحنیفہ کا مقام (حصہ دوم)	// //	شمارہ6ص47
اخلاق وعادات اور ذاتی زندگی میں ابوحنیفہ کا مقام	// //	شمارہ7ص46
خیرخواہی، بردباری اور تحمل مزاجی میں مقامِ ابوحنیفہ	// //	شمارہ8ص47
عقل ودانائی میں ابوحنیفہ کا مقام (حصہ اوّل)	// //	شمارہ9ص39
عقل ودانائی میں ابوحنیفہ کا مقام (حصہ دوم)	// //	شمارہ10ص45
کتبِ ابی حنیفہ اوران کی مقبولیت وافادیت	// //	شمارہ11ص45
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، تکالیف اور آزمائشیں	// //	شمارہ12ص32

تذکرۂ اولیاء

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب	مفتی محمد ناصر	شمارہ1ص35
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب	// //	شمارہ2ص38
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب	// //	شمارہ3ص41
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان	// //	شمارہ4ص58
عادل عمر، عہد گر عمر (رضی اللہ عنہ)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ5ص48
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین میں مضبوطی اور قوت	مفتی محمد ناصر	شمارہ6ص51
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ فتنوں سے حفاظت	// //	شمارہ7ص52
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چند اوصاف	// //	شمارہ8ص51
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی چند احادیث	// //	شمارہ9ص44
نبی ﷺ کے وصال کے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی حالت	// //	شمارہ10ص49

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور تدفین	مفتی محمد ناصر	شمارہ11ص50
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ازواج	// //	شمارہ12ص35

پیارے بچو!

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
جادوگر اور اللہ والا	مولانا محمد ریحان	شمارہ1ص39
ناشکرے اور بخیل نہ بنیں	// //	شمارہ2ص43
سورج	// //	شمارہ3ص46
فضول گوئی کا انجام	// //	شمارہ4ص65
شیطان کے حملوں سے بچاؤ کیسے ہو	// //	شمارہ5ص52
گفتگو کے آداب	// //	شمارہ6ص55
نبی ﷺ کی عادات وخصائل	// //	شمارہ7ص56
ہجرت نبوی (قسط1)	// //	شمارہ8ص56
ہجرت نبوی (قسط2)	// //	شمارہ9ص48
ہجرت نبوی (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ10ص53
والدین کے ساتھ حسن سلوک	// //	شمارہ11ص54
ذوالحجہ، حج اور عید	// //	شمارہ12ص38

بزمِ خواتین

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط5)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ1ص42
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط5)	// //	شمارہ2ص46
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط7)	// //	شمارہ3ص47

www.idaraghufran.org

ازواج مطہرات کے نکاح (قسط8)	مفتی طلحہ مدثر	شمارہ4ص67
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط9)	// //	شمارہ5ص54
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط10)	// //	شمارہ6ص57
ازواج مطہرات کے نکاح (قسط11)	// //	شمارہ7ص58
ازواج مطہرات کے نکاح (بارہویں وآخری قسط)	// //	شمارہ8ص58
اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنے والی خاتون	// //	شمارہ9ص50
رمضان، عید اور ہماری خواتین	// //	شمارہ10ص55
عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط1)	// //	شمارہ11ص56
عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط2)	// //	شمارہ12ص41

﴿آپ کے دینی مسائل کا حل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مقدّس اَوراق کا حکم (قسط1)	ادارہ	شمارہ1ص48
مقدّس اَوراق کا حکم (قسط2)	// //	شمارہ2ص55
مقدّس اَوراق کا حکم (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ3ص56
ضمیمہ: مقدّس اَوراق کا حکم	// //	شمارہ4ص74
ایک نماز کی قضاء پر ایک ’’حقب‘‘ عذاب کی تحقیق (قسط1)	// //	شمارہ5ص69
ایک نماز کی قضاء پر ایک ’’حقب‘‘ عذاب کی تحقیق (قسط2)	// //	شمارہ6ص65
ایک نماز کی قضاء پر ایک ’’حقب‘‘ عذاب کی تحقیق (قسط3)	// //	شمارہ7ص66
ایک نماز کی قضاء پر ایک ’’حقب‘‘ عذاب کی تحقیق (قسط4)	// //	شمارہ8ص65
ایک نماز کی قضاء پر ایک ’’حقب‘‘ عذاب کی تحقیق (پانچویں وآخری قسط)	// //	شمارہ9ص58

ہوائی جہاز اور طویل ومختصر دنوں میں روزہ کا وقت	ادارہ	شمارہ10ص62
قربانی کا گوشت تولے بغیر تقسیم کرنے کی تحقیق	// //	شمارہ11ص63
شراءُ الأُضحية بنيةِ التضحية	// //	شمارہ12ص38

﴿کیا آپ جانتے ہیں؟﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ استعمال کرنے کے آداب (قسط1)	مفتی محمد رضوان	شمارہ1ص72
موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ استعمال کرنے کے آداب (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ2ص80
ملاقات کے آداب	// //	شمارہ3ص73
دوستی کے آداب	// //	شمارہ4ص77
سونے اور جاگنے کے آداب (قسط1)	// //	شمارہ5ص77
سونے اور جاگنے کے آداب (قسط2)	// //	شمارہ6ص76
سونے اور جاگنے کے آداب (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ7ص75
امام کو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم (قسط1)	// //	شمارہ8ص77
امام کو ہلکی نماز پڑھانے کا حکم (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ9ص68
رفعِ حاجت یا پیشاب، پاخانے (Toilet) کے آداب (قسط1)	// //	شمارہ10ص74
رفعِ حاجت یا پیشاب، پاخانے (Toilet) کے آداب (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ11ص75
کھانے کے آداب (قسط1)	// //	شمارہ12ص68

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
فرعون کے درباری کی حضرت موسیٰ سے ہمدردی	مولانا طارق محمود	شمارہ1ص77
حضرت موسیٰ کا مدین کی طرف سفر	// //	شمارہ2ص83

حضرت موسیٰ کا مدین پہنچنا	مولانا طارق محمود	شمارہ 3 ص 77
مدین کے کنویں پر تحفظِ حقوقِ نسواں کا پیغمبرانہ مظاہرہ	// //	شمارہ 4 ص 83
حضرت موسیٰ، شیخِ مدین کی پناہ میں	// //	شمارہ 5 ص 81
عہدہ ومنصب کے لیے دو بنیادی شرائط	// //	شمارہ 6 ص 80
حضرت موسیٰ کا شیخِ مدین کی بیٹی سے نکاح	// //	شمارہ 7 ص 80
شیخِ مدین کے کلام سے حاصل شدہ دو اہم سبق	// //	شمارہ 8 ص 83
حضرت موسیٰ کا شیخِ مدین کی بات کو تسلیم کرنا	// //	شمارہ 9 ص 81
حضرت موسیٰ کی مصر کی طرف روانگی	// //	شمارہ 10 ص 79
حضرت موسیٰ کوہِ طور پر	// //	شمارہ 11 ص 80
حضرت موسیٰ کی کوہِ طور میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی	// //	شمارہ 12 ص 70

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 3)	مفتی محمد رضوان	شمارہ 1 ص 80
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 4)	// //	شمارہ 2 ص 86
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 5)	// //	شمارہ 3 ص 82
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 6)	// //	شمارہ 4 ص 86
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 7)	// //	شمارہ 5 ص 84
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 8)	// //	شمارہ 6 ص 84
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 9)	// //	شمارہ 7 ص 85
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 10)	// //	شمارہ 8 ص 87
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط 11)	// //	شمارہ 9 ص 84

www.idaraghufran.org

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط12)	مفتی محمد رضوان	شمارہ10ص82
چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (تیرہویں وآخری قسط)	〃 〃	شمارہ11ص83
انگور (قسط1)	حکیم مفتی محمد ناصر	شمارہ12ص72

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ1ص87
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ2ص90
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ3ص88
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ4ص90
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ5ص89
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ6ص89
ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد ناصر	شمارہ7ص98
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ8ص90
ادارہ کے شب وروز	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ9ص86
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ10ص85
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ11ص86
ادارہ کے شب وروز	〃 〃	شمارہ12ص75

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	مولانا غلام بلال	شمارہ1ص89
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	〃 〃	شمارہ2ص91

Idara Ghufran

قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	مولانا غلام بلال	شمارہ3ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ4ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ5ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ6ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ7ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ8ص91
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ9ص88
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ10ص87
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ11ص88
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ12ص76

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک وپرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول

اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسزعمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبرNE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مردحضرات

شہریار صاحب

فیز8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِانتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBiQUiTi NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTOLINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

محمد بابر جاوید
0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائینز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

رانا فرقان
0335-9449021

محمد یاسین
0333-5133712

مکتبہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر
احادیث فقہ
تاریخ درسی کتب اصلاحی کتب
اور بیروت کی کتب
آدھی قیمت پر دستیاب ہیں

اقبال روڈ، اقبال مارکیٹ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
فون: 051-5557877

پاکستان میں پہلی بار100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کر رہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کیئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002